مطالعہ افکارِ مغرب ــ شانزدہم

استشراق اور مستشرقین

ایک تاریخی و تنقیدی مطالعہ

ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی

متوفی ۱۳۸۴ھ ۱۹۶۴ء

مترجم

محمد نورالحسن خاں نعیمی ازہری

297.47
647
15932

کتاب محل

Marfat.com

Marfat.com

اِستشراق اور مستشرقین

ایک تاریخی و تنقیدی مطالعہ

مؤلف

ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی

متوفی ۱۳۸۴ھ ۱۹۶۴

مترجم

محمد نور الحسن خاں نعیمی ازہری

DATA ENTERED

M-28886

کتاب محل

دربار مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com

297.471
647
۱۵۹۳۲۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب استشراق اور مستشرقین
مؤلف ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی
طبع اول ۲۰۱۷ء
صفحات ۱۱۲
قیمت -/220
ناشر کتاب محل، دربار مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

شرفِ اِنتساب

پیغمبرِ اِسلام کے نام

جن کی دعوتِ حق سے گم گشتگانِ راہِ منزل کو ہدایت نصیب ہوئی۔

ان پاک باز صحابۂ کرام کے نام

جو بلاشبہہ رشد و ہدایت کے ستارے ہیں۔

اِسلام کے ان مفکّرین کے نام

جن کی اِنقلابی تحریروں اور تقریروں نے تاریک دلوں کو نورِ اِیمان سے منور کیا۔

ان وارثینِ علمِ نبوت کے نام

جن کا قلم ہمیشہ اسلام کی دفاع میں اُٹھتا رہا ہے۔

ان متلاشیانِ حق کے نام

جنھوں نے حق کے واضح ہوتے ہی بہ سر و چشم اسے تسلیم کرلیا۔

تصوف کے ان علم برداروں کے نام

جن کے روحانی مے کدوں سے ہزار ہا ہزار افراد نے اپنی تشنگی بجھائی۔

نیاز کیش

محمد نور الحسن خان نعیمی ازہری

Marfat.com

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

Marfat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲	تقدیم: ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم (جامعۃ الازہر، مصر)	7
۳	مقدمۂ مترجم	10
۴	مؤلف ایک نظر میں	12
۵	**اِستشراق اور مستشرقین**	21
۶	تاریخِ اِستشراق	30
۷	میدانِ اِستشراق	32
۸	**اِستشراق کا پس منظر**	32
۹	دینی پس منظر	33
۱۰	سامراجی پس منظر	34
۱۱	تجارتی پس منظر	35
۱۲	سیاسی پس منظر	35
۱۳	علمی پس منظر	36
۱۴	**اِستشراق کے اغراض ومقاصد**	38

Marfat.com

۱۵	پُرفریب علمی مقصد	38
۱۶	دینی اور سیاسی اغراض ومقاصد	42
۱۷	خالص علمی اغراض ومقاصد	43
۱۸	اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے مستشرقین کے اسباب ووسائل	45
۱۹	مستشرقین کے اہم اخبارات ورسائل	48
۲۰	عصر حاضر کے متشدد مستشرقین اور ان کی اہم کتابوں کے اسما	49
۲۱	چند زہر آلود کتابوں کے اسما جو بعض حضرات کے نزدیک علمی حیثیت کی حامل ہیں	58
۲۲	اِسلام اور عرب کے موضوع پر مستشرقین کی کتابیں	58
۲۳	مستشرقین کے نزدیک تحقیق کے پیمانے	61
۲۴	یورپ میں مستشرقین سے آمنا سامنا	72
۲۵	**خلاصۂ کلام** (مستشرقین کے بارے میں چند اِختتامی کلمات)	84
۲۶	مترجم ایک نظر میں	93
۲۷	استشراق کے موضوع پر اہم عربی کتب	111

Marfat.com

تقدیم

ڈاکٹر اِبراہیم محمد اِبراہیم
ہیڈ آف اردو ڈپارٹمنٹ، فیکلٹی آف ہیومن اسٹڈیز
ازہر یونی ورسٹی، نصر سٹی، قاہرہ، مصر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ:

زیرِ نظر کتاب ''استشراق اور مستشرقین؛ ایک تاریخی وتنقیدی مطالعہ'' اِسلام کے ایک عظیم مفکر ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی کی کتاب ''الاستشراق والمستشرقون مالھم و ماعلیھم'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ کتاب اگرچہ صغیر الحجم ہے لیکن نہایت ہی معلومات افزا اور نفع بخش ہے۔ کتاب کے مؤلف نے اِستشراق کی تعریف، اغراض و مقاصد اور متعصب مستشرقین میں سے بعض کا بہت ہی نفیس انداز میں تعارف کرایا ہے اور جن مقامات پر اِستشراق پر لکھنے والے حضرات افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں ان مقامات کی نشان دہی کرتے ہوئے نہایت ہی اِعتدال پسندی سے کام لیا ہے۔

عصر حاضر میں اِستشراق کا موضوع وسیع سے وسیع تر ہو چکا ہے، عرب دنیا میں یہ عام تصور ہے کہ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی ان اولین قلم کاروں میں سے ہیں جنھوں نے استشراق پر قلم اُٹھایا ہے اور آپ کے بعد بھی اس موضوع پر قلم کاروں کی ایک لمبی فہرست ملتی ہے جنھوں نے اپنی تحریر کا آغاز ہی استشراق سے کیا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں فکر ونظر کے میدان میں استشراق ایک ایسا مستقل اور دائمی موضوع بن چکا ہے جو امت مسلمہ کو ہر موڑ پر چیلنج کر رہا ہے۔

قابل مبارک باد ہیں میرے برادرِ عزیز استاد نورالحسن خان نعیمی (متعلّم ڈپارٹمنٹ آف

Marfat.com

عقیدہ وفلسفہ، ازہر یونی ورسٹی، قاہرہ، مصر) جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ کا انتخاب کیا۔ کیوں کہ عصر حاضر میں بہت سارے عناصر آپ کو ایسے ملیں گے جو اہل مغرب سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ ان کی بُرائیوں اور خوبیوں کے درمیان بلاتفریق وامتیاز کے ان کی ہر بات بہ سروچشم تسلیم کر لیتے ہیں اور مغربی تہذیب وثقافت کے اس طرح دل دادہ ہو چکے ہیں کہ اس کی بُرائیاں اور خامیاں نظر ہی نہیں آتی ہیں اور اسلامی تہذیب وثقافت کو یک سر نظر انداز کرتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ اس کی ہر خوبی خامی نظر آتی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ہماری نئی نسل اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنانے میں عار محسوس کرتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

یہ صحیح ہے کہ دُشمنانِ اسلام نے اسلام کی شبیہ کو بگاڑنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے لیکن بہ حیثیت مسلم ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ہم اپنی تہذیب وثقافت کو عام کریں اور اس کی خوبیوں کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آخر کیوں ہم اپنی تہذیب وثقافت کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کے لیے تدبیریں نہیں کرتے؟ کیا یہ بات ہماری آنکھیں نہیں کھولتی ہے؟ کہ جب ہمارے اسلاف اسلامی تہذیب وثقافت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند تھے تو دنیا ان کے قدموں کو بوسہ دے رہی تھی۔ اور جب ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف ہو گئے اور غیروں کی تہذیب وثقافت کو اپنا لیا تو پستی اور انحطاط اس طرح دامن گیر ہوئی کہ ہزاروں تدبیروں کے باوجود ترقی کے راستے مسدود نظر آتے ہیں۔

اِس ضمن میں ایک بات نہایت ہی قابل توجہ ہے، وہ یہ کہ جب بھی ہم اسلام اور اسلامی تہذیب وثقافت کا دوسرے سے تعارف کراتے ہیں تو یہ بات یک سر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ جس کے سامنے تعارف کرا رہے ہیں وہ ہماری زبان کو کس حد تک سمجھتا ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارا اسلوب اور طرزِ بیان موضوع کے مفاہیم ومعانی کے فہم واِدراک میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ اس لیے ہم پر ضروری ہے کہ تعارف کراتے وقت ہم دونوں زبانوں پر اچھی گرفت رکھتے ہوں (خواہ وہ میدانِ تقریر ہو یا میدانِ تحریر) اور یہ کتاب اس لحاظ سے بہت ہی مفید ہوگی کہ مترجم دونوں زبانوں پر اچھی گرفت رکھتے ہیں جیسا کہ کتاب اس پر شاہد عدل

Marfat.com

ہے، اور اس لحاظ سے بھی نفع بخش ہوگی کہ برصغیر ہندو پاکستان کے اکثر باشندے اردو بولتے اور سمجھتے ہیں نیز اردو دنیا میں استشراق کے موضوع پر ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی، کیوں کہ بہت کم ہی افراد ایسے ہیں جو اس موضوع سے دل چسپی رکھتے ہیں یا اس موضوع سے متعلق معلومات رکھتے ہیں۔

میرے عزیز، اُستاد نورالحسن خان نعیمی نے جب اس کتاب کو میرے سامنے رکھا تو مجھے انتہائی خوشی ہوئی (اور دل سے یہی دعا نکلی کہ اے میرے مولا! چند اور افراد ایسے پیدا کردے جو ہماری اسلامی عربی تراث کا اردو دنیا میں اسی انداز میں تعارف کرواسکیں) اور از اِبتدا تا اِنتہا اردو کتاب کا عربی کتاب سے مقارنہ کیا اور بعض مقام پر مناسب اصلاح بھی کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ترجمہ جہاں مترجم کی عربی عبارات پر فہم دقیق کی طرف اشارہ کرتا ہے وہیں اس پر بھی روشن دلیل ہے کہ مترجم اردو زبان میں اچھے اور سلیس پیرایۂ بیان میں عربی عبارات کو منتقل کرنے کا ملکہ بھی رکھتے ہیں، کیوں کہ بعض مقامات پر دورانِ مقارنہ ایسا محسوس ہوا کہ جملوں کے اعتبار سے بہت پیچیدہ ہیں، لیکن پھر بھی مترجم نے سیاق وسباق کی روشنی میں ایسا سلیس ترجمہ کیا ہے جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ مترجم برسوں کا تجربہ کار ہے جب کہ بہ قول مترجم "ترجمہ کے باب میں یہ ان کی پہلی کوشش ہے"۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اردو زبان وادب کے ماہرین نے عربی تراث کی منتقلی میں بہت ہی نمایاں اور گراں قدر کارنامہ انجام دیا ہے لیکن اس موضوع پر استاد نور الحسن خان نعیمی لائق مبارک باد ہیں جنھوں نے اردو دنیا کو استشراق اور اس کے خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

فضل مولیٰ سے امید ہے کہ اردو دنیا میں اس کام کی پذیرائی ہوگی اور موضوع اپنی جدت کی وجہ سے دوررس اثرات چھوڑے گا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مترجم کو اس سلسلے میں مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ مستقبل میں اس طرح کے کام دونوں زبانوں میں باہمی روابط کا مضبوط ذریعہ بن جائیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ 22-06-2005

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمۂ مترجم

اَلۡحَمۡدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

أَمَّا بَعۡدُ:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ کریم میں اِرشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡإِسۡلَامُ۔ (سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۹)

(بے شک اللہ کے یہاں اِسلام ہی دین ہے۔ کنزالایمان)

اسلام کی ضیابار کرنوں نے ہی لوگوں کے دلوں سے کفروشرک کی تاریکیوں کو ختم کیا اور اپنی حقانیت کا جھنڈا مشرق ومغرب میں لہرایا، یہ دیکھ کر مخالفین اسلام کو یہ برداشت نہ ہوا اور اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، غیر تو غیر ادیانِ سماویہ کی اِتباع کے دعوے دار بھی ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب دشمنانِ اسلام نے اسلام کو مٹانے کے لیے جنگی قوتوں کا سہارا لیا تھا تو مجاہدین اِسلام کی تلواریں ایسی بے نیام ہوئیں کہ ساری قوتوں کا خاتمہ ہوگیا۔

لیکن جب یہودی اور عیسائی قوت وطاقت کے بل بوتے پرچمِ اِسلام کو سرنگوں نہ کرسکے تو اسلام کے خاتمہ کے لیے مکروفریب کا ایک نیا جال بچھانے کی کوشش میں لگ گئے اور اسلامی افکار ونظریات اور تاریخ وثقافت کی تحقیقات کے نام پر اپنے پیش واؤں کو

Marfat.com

اس میدان میں لا کر کھڑا کیا تا کہ تحقیق اور ری سرچ کے پردہ میں اِسلام کے بے داغ اور صاف وشفاف چہرے کو داغ دار بنا کر پیش کرنا آسان ہو جائے اور اسلام پر ہر زاویے سے حملہ کیا جا سکے۔

تحقیقات کی اس اِبتدا سے افکار ونظریات کی ایسی جنگ چھڑتی ہے جو اب تک چلی آرہی ہے اور انہیں تحقیقات کے پس پردہ استشراق کا جنم ہوتا ہے یہودی اور عیسائی پیشواؤں کے ذریعہ اسلامی افکار ونظریات کی تحقیقات کا جو عمل شروع ہوا تھا وہ آج مشرق میں موجودہ تمام ادیان کی تحقیقات پر محیط ہو چکا ہے۔

استشراق اور مستشرقین اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی ہے جو یہودیت اور عیسائیت کا سنگم ہے۔ کیوں کہ تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مستشرقین کی اکثریت یہودی اور عیسائی پیشواؤں کی ہے، عصر حاضر میں اگرچہ دونوں مذہب کے پیشواؤں کا طریقۂ کار مختلف ہو چکا ہے لیکن یہ اپنے ہدفِ اصلی (اسلام کی بیخ کنی) کو ایک لمحہ بھی نظر انداز نہیں کرتے ہیں خواہ وہ اسلامی تراث کی تحقیقات کے نام پر استشراقی تحریک ہو یا خدمت انسانی کی نمائش کے نام پر تبشیر (مشنری) کا جال ہو، ہر جگہ استشراقی اور تبشیری روح کارفرما ہوتی ہے۔

مغربی سیاست دانوں نے جہاں اسلامی سلطنتوں کو توڑا وہیں مغربی مفکرین اور مستشرقین نے اسلامی تراث کی تحقیقات کے نام پر اسلام کی اعلیٰ اقدار وروایات، تہذیب و ثقافت اور اسلام کی معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی تعلیمات کا چہرہ ایسا مسخ کر کے پیش کیا کہ غیر تو غیر کچھ اپنے بھی ان کے دامِ فریب میں گرفتار ہو گئے، جب کہ ان کی تحقیقات ان کی کج فکری، تنگ نظری اور اسلام دشمنی کی آئینہ دار ہیں۔ مستشرقین نے اسلامی تاریخ اور شخصیات اِسلام پر ایسی بے بنیاد اور لغو باتیں چسپاں کی ہیں جو کہ ایک اِنصاف پسند محقق کو کسی بھی صورت میں زیب نہیں دیتی ہیں۔ قرآنِ کریم اور احادیث طیبہ کی ایسی غلط تشریحات کی ہیں جو ان کی اِسلام دشمنی کی غمازی کر رہی ہیں، جن کی ظاہری آرائش کو دیکھ کر مشرق کے کچھ مفکرین

Marfat.com

محققین، اُمرا اور رُؤسا انہیں ایک حقیقت سمجھ کر مستشرقین کے دامِ تزویر میں پھنس گئے ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی کی تالیف کردہ کتاب ''الاستشراق والمستشرقون ما لھم وما علیھم'' (جس کا نام میں نے اردو ترجمہ کے بعد ''استشراق اور مستشرقین ایک تاریخی وتنقیدی مطالعہ'' رکھا ہے) مستشرقین کی من مانی تحقیقات کا ایسا پردہ فاش کرتی ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں بھی خوب صاف نظر آتے ہیں، اور ان کے ناپاک عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ کتاب صغیرالحجم ہونے کے باوجود اپنی جامعیت میں جواب نہیں رکھتی ہے اور یہی سبب ہے کہ عرب دنیا میں اسے ایک مرجع کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی کی شخصیت عالم عرب میں محتاج تعارف نہیں، آپ ایک محقق عالم تھے، آپ نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں غیر جانب دارانہ علمی اور تحقیقی اسلوب اختیار کیا ہے جیسا کہ آپ کی یہ کتاب خود اس پر بین دلیل ہے۔

مؤلف ایک نظر میں

موقع کی مناسبت اس بات کی متقاضی ہے کہ مؤلف کی حیات وخدمات کے اہم گوشوں پر روشنی ڈال دی جائے تاکہ قارئین کرام مؤلف کی علمی، تصنیفی، تحقیقی، تبلیغی، سیاسی اور معاشرتی خدمات سے رُوشناس ہو سکیں اور مؤلف کی علمی شخصیت قدرے اُجاگر ہو سکے۔

آپ کا نامِ نامی ''مصطفیٰ حسنی سباعی'' ہے۔ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں آپ کی ولادت شام کے مشہور تاریخی شہر حمص میں ہوئی۔ آپ کی پرورش ایک ایسے علمی گھرانے میں ہوئی جو صدیوں تک لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا مرکز بنا رہا۔ آپ کے والد گرامی حمص کے چند مشہور علما میں سے ایک تھے جو حمص کی جامع مسجد میں خطیب وامام کے عہدے پر فائز تھے۔

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز حفظِ کلام اللہ سے کیا، اور ۱۹۳۰ء میں امتیازی نمبر سے ''ثانویہ''(۱) کی سند حاصل کی۔ آپ کو ایک آفاقی شخصیت بنانے میں اگر ایک طرف مدرسہ کی تعلیم رہی تو دوسری طرف ان علمی مجلسوں کا غیر معمولی کردار ہے جو آپ کے والد گرامی کی

۱۔ ''ثانویہ'' ہندوستان میں انٹر کی ڈگری کے مساوی ہے۔

Marfat.com

کی سرپرستی میں مشہور علماے حمص کی شرکت سے سجا کرتی تھیں، جن میں تشنگانِ علوم وفنون جوق در جوق آ کر اپنی تشنگی بجھایا کرتے تھے۔

جب لوگ آپ کی عمر اور آپ کی باتوں کا موازنہ کرتے تھے تو یہی کہتے تھے کہ ہے تو بچہ لیکن باتیں بہت اونچی کرتا ہے۔

ملکِ شام کے سامراجی ماحول اور قوم کے دینی اور سیاسی اختلافات نے آپ کی عقل وشعور کو وہ پختگی بخشی کہ ۱۶ر برس کی عمر میں آپ نے ۱۹۳۱ء میں شام کے شہروں میں عیسائی تبلیغ کے لیے قائم کردہ مدارس کی بیخ کنی کے لیے ایک خفیہ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ فرانسیسی سامراج کے خلاف اگر ایک طرف سیاسی مجلسوں میں آپ کی زبان کام کرتی تھی تو دوسری طرف سیاسی اخبارات میں آپ کا قلم تلوار کا کام کرتا تھا، اور ملک شام کے چپے چپے میں سامراجیت کا جال بچھانے والا فرانس یہ کب برداشت کرتا، اس لیے فرانسیسی سامراج نے آپ کو ۱۶ر برس کی ننھی سی عمر میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا۔ لیکن عوام کے مسلسل مظاہروں، فلک شگاف نعروں اور زبردست اِحتجاج نے سامراجیوں کو ایسا دہلا دیا کہ چند ہی دنوں میں آپ کو رہا کر دیا گیا۔

آپ اپنے والد گرامی کی عدم موجودگی میں ان کی نیابت فرماتے تھے۔ آپ کی تقریر بہت ہی جوشیلی اور ولولہ انگیز ہوتی تھی، خصوصاً حکومت کے خلاف تو شعلۂ جوالہ کا کام کرتی تھی۔ چناں چہ پھر آپ کو اپنی حکومت مخالف تقریر کے جرم میں ۱۹۳۲ء میں جیل کا دروازہ دیکھنا پڑا۔

۱۹۳۳ء میں آپ نے مصر کا سفر کیا اور شہرۂ آفاق اسلامی یونی ورسٹی ''جامعۃ الازہر الشریف'' کے شعبۂ فقہ میں داخلہ لیا لیکن آپ کو یہ شعبہ راس نہ آیا، اس لیے ''جامعۃ الازہر'' ہی کی ایک فیکلٹی ''اصول الدین'' میں منتقل ہو گئے اور ایم. اے. کی ڈگری حاصل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایسی ذہانت وفطانت اور فہم وذکاوت عطا کی تھی کہ آپ جہاں بھی رہے آپ کی ایک امتیازی شان رہی۔

جب آپ مصر تشریف لائے تو وہاں بھی آپ کی جوشیلی تقریروں کا سلسلہ بند نہ ہوا بل کہ

Marfat.com

یہاں کی مجلسوں، محفلوں اور احباب کے حلقوں میں اکثر وبیش تر ہوتی رہیں جس کے نتیجے میں انگریزی حکومت نے پھر آپ کو گرفتار کیا۔ جب آپ کو اس سے رہائی ملی تو ۱۹۴۱ء میں پھر آپ کو ایک خفیہ تنظیم کے قیام کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا۔ جب آپ کی گرفتاری کو دو ماہ ہو گئے تو مصر میں مقیم برٹش فوج نے آپ کو فلسطین میں مقیم اپنی برٹش فوج کے حوالے کر دیا اور چار ماہ بعد آپ کو رہائی کا پروانہ مل گیا۔ آپ رہائی کے بعد اپنے شہر واپس ہوئے اور فرانسیسی سامراج کے خلاف سیاسی جدو جہد میں مصروف ہو گئے۔ جب آپ کی سیاسی سرگرمیوں سے سامراج کو خطرہ لاحق ہونے لگا تو سامراجی فوج نے پھر آپ کو گرفتار کرلیا اور بیروت منتقل کر کے لبنان کے قلعہ ''راشیا'' میں قید کر دیا۔ اس گرفتاری میں آپ نے بہت ساری مصیبتوں کا سامنا کیا۔ بھوک، پیاس کی شدت بھی برداشت کی اور طرح طرح کی سزاؤں سے بھی آپ کو گذارا گیا، لیکن ان تمام تر صعوبتوں کے باوجود اسلامی غیرت وحمیت اور حب الوطنی آپ کے دل میں شعلہ زن رہی اور آپ نے لبنانی جیل کو اپنی گراں قدر نصیحتوں، لکچرز اور عبادت و ریاضت کی محفلوں سے ایک اسلامی قلعہ بنا دیا۔ قیدیوں کے دلوں میں ایسی اسلامی روح پھونکی کہ سب آپ پر جان نچھاور کرنے لگے اور اسلام کی ایک ایسی شمع روشن کی کہ سارا قلعہ ظلمت کدہ کے بہ جائے بقعۂ نور بن گیا۔

جب آپ قید و بند کی صعوبتوں سے آزاد ہو کر اپنے شہر واپس ہوئے تو ملک شام میں فرانسیسی سامراج اور فلسطین میں انگریزی اور یہودی قبضہ کے خلاف کمر بستہ ہو گئے اور شامی عوام کو ایک بار پھر ان کے خلاف اپنی ولولہ انگیز تقریروں سے ابھارا۔ آپ نے شام و فلسطین کو فرانسیسیوں اور یہودیوں کے ناپاک چنگل سے آزاد کرانے کے لیے اپنا خون و پسینہ ایک کر دیا۔ آپ کی پوری توجہ ملک کے سیاسی حالات پر مرکوز ہو گئی اور مصر سے آپ کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لیکن مجلسوں کی زینت بننے والا مردِ مجاہد گھر میں بے کار بیٹھنا کب گوارا کرتا، اس لیے آپ ۱۹۴۴ء میں شہر ''حمص'' میں ''ثانویہ'' کے استاد ہو گئے، کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ آپ شام کے دارالحکومت دمشق منتقل ہو گئے اور اپنے مخلص احباب کی جدو جہد سے ''المعھد

Marfat.com

العربی الاسلامی" کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی پیہم کوششوں سے شام کے متعدد مشہور شہروں درعا، حمص، ادلب اور حلب وغیرہ میں اس کی کئی شاخیں قائم ہوگئیں۔

آپ نے سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ قوم وملت کی فلاح و بہبود اور غرباء ومساکین کی امداد کے لیے کئی تنظیموں کی بنیاد ڈالی۔ "الرابطة الدينية"، "جمعية شباب محمد" اور "جمعية شبان المسلمين" آپ ہی کی قائم کردہ تنظیمیں ہیں۔ آپ نے ملک بھر میں فقراء ومساکین کی حاجت روائی کے لیے کئی کمیٹیاں قائم کیں جو زکوٰۃ وصدقات جمع کرتی تھیں اور مستحقین میں تقسیم کرتی تھیں۔

۱۹۴۵ء میں آپ نے اپنے آبائی شہر "حمص" میں فرانسیسی سامراج کے خلاف مسلح انقلابیوں کی قیادت کرتے ہوئے سب سے پہلی فائرنگ کی اور فرانسیسی سامراج کے خلاف لاکھوں مظاہرین کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ۱۷/ ۴/ ۱۹۴۶ء میں فرانسیسی سامراج کے اِنخلا میں ایسا زبردست کردار ادا کیا جس کی شہادت شامی تاریخ آج بھی دے رہی ہے اور صفحاتِ تاریخ پر جو آج بھی ثبت ہے۔

۱۹۴۸ء میں جنگِ فلسطین میں شام میں "اخوان المسلمین" کے مجاہدین کی سپہ سالاری کرتے ہوئے ایک لشکر جرار لے کر پہنچ گئے اور قبلۂ اول کی بازیابی کے لیے مجاہدین کے دوش بہ دوش لڑتے رہے اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔ اس جنگ میں آپ نے جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

لوگوں کی نظروں نے جنگ فلسطین میں آپ کو ایک عظیم مجاہد اور سپہ سالار کے روپ میں بھی دیکھا ہے اور ۱۹۴۹ء میں شام میں ایک عظیم سیاست داں کی شکل میں بھی دیکھا ہے۔ شام کی راج دھانی دمشق سے آپ نے پہلی بار الیکشن میں حصہ لیا اور ایسی زبردست اکثریت حاصل کی کہ سارے سیاست داں حیران و ششدر رہ گئے اور اسی سال آپ نے اپنی خدمات کے بل بوتے پارلیمنٹ کی رکنیت حاصل کرلی۔

۱۹۴۹ء میں آپ نے "جامعۃ الازہر" سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، آپ کے

Marfat.com

مقالے کا موضوع ''السنة و مکانتها فی التشریع الإسلامی'' تھا۔اس رسالے میں آپ کا علمی جوہر جگہ جگہ نظر آتا ہے۔دلائل و براہین کے اتنے انبار لگا دیے ہیں کہ مستشرقین حواس باختہ ہو گئے۔جب آپ کا یہ رسالہ کتابی شکل میں منظر عام پر آیا تو عرب دنیا میں اس کتاب کی زبردست پزیرائی ہوئی اور اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ عرب دنیا میں اب تک اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔عالم عرب میں ڈاکٹر مصطفیٰ حسنی سباعی کے تعارف کے لیے صرف ان کی اس کتاب کا نام ہی کافی ہے۔مستشرقین کی طرف سے احادیث نبویہ پر کیے گئے اعتراضات کی رد میں ایسی مسکت اور دنداں شکن کتاب ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے مستشرقین اور ان کے تلامذہ کی ایسی سخت گرفت فرمائی ہے کہ آج تک ان سے جواب نہ بن پڑا۔اس کتاب کے بارے میں سوانح نگاروں کا جملہ ملاحظہ ہو:

''قل نظیرہ فی کل ما کتب فی الدفاع عن السنة النبویة''

''احادیث نبویہ کی دفاع میں تالیف کی گئی کتابوں میں اس کی نظیر کم ہی ہے۔''

۱۹۵۰ء میں آپ کو دمشق یونی ورسٹی میں ''کلیۃ الحقوق'' میں پروفیسر مقرر کیا گیا اور رفتہ رفتہ آپ اس فیکلٹی کے ہیڈ ہو گئے اور ۱۹۵۵ء میں آپ نے دمشق یونی ورسٹی میں ''کلیۃ الشریعۃ'' (*Faculty of Islamic Law*) کی بنیاد ڈالی۔

۱۹۵۶ء میں دمشق یونی ورسٹی نے آپ کو ایک وفد کے ساتھ یورپ کی یونی ورسٹیوں میں دی جانے والی اسلامی تعلیمات کے نصاب کی معلومات کے لیے یورپ بھیجا۔آپ کا یہ سفر بہت ہی تاریخی سفر تھا۔اس سفر نے آپ کو بہت ساری معلومات اور تجربات دیے۔آپ نے یورپ کے اکثر شہروں کی یونی ورسٹیوں کا دورہ کیا جن میں ترکی، اٹلی، برطانیہ، ہالینڈ، انگلینڈ، ڈنمارک، ناروے، فرانس اور جرمنی وغیرہ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔اللہ تعالی نے آپ کو بہت ساری خوبیوں کا پیکر بنایا تھا۔موصوف نے فکر وصحافت میں بھی ایک نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔اسلامی فکر کی نشر و اِشاعت اور قوم کی اِصلاح وفلاح کے لیے صحافت کو ایک ہتھیار کی

Marfat.com

طرح استعمال کیا۔ ۱۹۴۷ء میں آپ نے ماہ نامہ ''المنار'' کی بنیاد ڈالی اور ۱۹۵۵ء میں آپ نے ''الشہاب'' نامی ہفتہ وار اخبار نکالنا شروع کیا، لیکن یہ اخبار ۱۹۵۸ء میں بند ہوگیا۔ ۱۹۵۵ء ہی میں ''المسلمون'' نامی رسالہ جاری کیا اور بعد میں آپ نے اس رسالہ کا نام بدل کر ''حضارۃ الاسلام'' رکھا۔

ڈاکٹر موصوف ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ لوگوں کی آنکھوں نے انہیں ایک شعلہ بار خطیب کے روپ میں مسجدوں اور مظاہروں میں بھی دیکھا ہے اور یورپ کی یونی ورسٹیوں میں ایک مبلغ اسلام اور مستشرقین کے ساتھ ایک مناظر کی شکل میں بھی دیکھا ہے۔ کبھی انھیں شام و فلسطین میں انگریزی حکومتوں کا تختہ پلٹتے ہوئے ایک مجاہد کی صورت میں دیکھا ہے تو کبھی انہیں ''جامعۃ الازہر'' کی علمی مجلسوں کی سرپرستی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ موصوف نے تصنیفی، تبلیغی، سیاسی اور صحافتی ہر میدان میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

جب آپ اپنے علمی سفر سے واپس ہوئے تو ۱۹۵۷ء میں ایسی بیماری میں مبتلا ہوئے کہ جس میں آپ کے جسم کا بایاں حصہ شل ہوگیا اور آخری زیست تک اس بیماری سے نجات نہ پاسکے۔

آہ! فکر و قلم کا شہ سوار، اِسلام کا نقیب اور شامی مجاہدین کی قیادت کرنے والا سپہ سالار ۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۶۴ء بہ روز سنیچر شام کی دھرتی کو داغِ مفارقت دے گیا۔ آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے عالم عرب میں پھیل گئی۔ ایک طرف سیاست دانوں کا ہجوم تھا تو دوسری طرف علماء و مفکرین کی جماعت تھی۔ جانے والا تو چلا گیا لیکن ساری محفلوں کو خاموش کر گیا۔ سیاست دانوں کو افسوس تھا کہ پارلیمنٹ کے ایوانوں میں گرجتی ہوئی تقریریں کون کرے گا۔ علماء و مفکّرین افسردہ تھے کہ ہماری علمی مجلسیں سونی ہوگئیں۔ اب اعدائے اسلام کی سرکوبی کون کرے گا۔ ملک شام کے در و دیوار سوگ وار تھے کہ آہ! ہمیں سامراجی چنگل سے آزاد کرانے والا نجات دہندہ چلا گیا اور فقراء و مساکین محزون و غم زدہ تھے کہ ہماری دیکھ بھال کرنے والا نہ رہا۔ ہر چہار جانب غم و اندوہ کا

Marfat.com

سماں قائم تھا اس طرح ایک بہت بڑے انسانی ازدحام کے درمیان آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

موصوف نے اپنی سیاسی اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود ایسی علمی اور تحقیقی تصانیف چھوڑی ہیں کہ جو آج بھی عالم عرب میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

کتابوں کے اسماء درجِ ذیل ہیں:

(۱) السنة ومكانتها فى التشريع الإسلامى

(۲) المرأة بين الفقه والقانون

(۳) اشتراكية الإسلام

(۴) من روائع حضارتنا

(۵) أخلاقنا الاجتماعية

(۶) دعوة الإسلام واقعية لا خيال

(۷) الإخوان المسلمون فى حرب فلسطين

(۸) أحكام الصيام وفلسفته فى ضوء القرآن والسنة

(۹) هذا هو الإسلام

(۱۰) عظماؤنا فى التاريخ

(۱۱) الاستشراق والمستشرقون ما لهم وما عليهم

(۱۲) السيرة النبوية دروس وعبر

(۱۳) شرح قانون الأحوال الشخصية

(۱۴) هكذا علمتنى الحياة

(۱۵) القلائد من فرائد الفوائد

(۱۶) دروس فى دعوة الإخوان المسلمين

(۱۷) الصراع بين العقل والقلب

Marfat.com

مؤلف کی سوانح پر جو یہ چند سطور مَیں نے تحریر کی ہیں اس کی ترتیب میں مَیں نے اُن کتابوں کا سہارا لیا ہے جو ملکِ شام اور مصر میں آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر قلم بند کی گئی ہیں۔

کتاب کے بارے میں بس اِتنا ضرور بتانا چاہوں گا کہ اس کی پہلی طباعت ۲۰۱۰ء میں میرے عزیز دوست حافظ محمد شعیب خانَ نظامی ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم اہلِ سنت رضویہ، دساواں، سنت کبیر نگر، یوپی، انڈیا کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ کتاب کا موضوع عام موضوعات سے الگ تھا اس لیے اصحابِ فکر وقلم کے حلقوں میں اس کی کافی مقبولیت ہوئی اور ہندوستانی مدارس میں بھی اپنا مقام بنالیا، چناں چہ کئی مدارس کے نصاب میں اسے بھی جگہ دی گئی۔ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر میرے عزیز کرم گستر عالی جناب محمد رضاء الحسن صاحب قادری اس کو اپنے اِدارہ دارُ الاسلام لاہور، پاکستان سے شائع کرنا چاہتے ہیں، موصوف نے کئی بار مجھ سے کتاب کی سافٹ کاپی بھیجنے کا مطالبہ کیا، لیکن مسلسل مصروفیتوں کی وجہ سے اتنی بھی فرصت نہ مل سکی کہ اس پر نظرِ ثانی کر کے ارسال کرسکوں، جب موصوف نے پہلی بار خواہش ظاہر کی تو مَیں نے وعدہ کرلیا، لیکن بعد میں خیال آیا کہ کچھ اصلاحات کر دی جائیں تو زیادہ نفع بخش ہوں گی، لیکن اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت اِمام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے موضوعِ تصوف پر دو اہم رسالوں نے مجھے اس طرح اپنا گرویدہ بنایا کہ ان کی تکمیل تک کسی اور کتاب کی طرف متوجہ نہ ہوسکا، اب جب کہ ان دونوں رسالوں کی تعریب اور تحقیق سے فارغ ہو کر ملک اُردن میں واقع ایک عظیم نشریاتی ادارہ ''دارالنور المبین'' کو بہ غرضِ طباعت حوالے کر چکا ہوں تو مجھے اس عزیز کی خواہش نے اس کتاب پر نظرِ ثانی کی طرف متوجہ کیا ہے، حالاں کہ اب بھی میرے سامنے ایک ایسا عظیم علمی کام ہے جس کی ترتیب میں سالوں صرف ہو گئے اور مکمل مستعدی سے مَیں اس کام کی تکمیل میں مصروف رہا پھر بھی اس کی تکمیل میں ایک ماہ مزید درکار ہے۔ یہ کام بھی ایسا ہے جس سے مَیں صرفِ نظر نہیں کرسکتا، کیوں کہ یہ میرے دادا پیر صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاذ العلما، امام المتکلمین حضرت علامہ سیّد محمد نعیم

Marfat.com

الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک نمبر کی ترتیب کا کام ہے جو اکیس سال تک بے توجہی کا شکار رہا اور اسباب ووسائل کی قلت دامن گیر رہی۔ اگر مجھ پر اس بابرکت شخصیت کا فیضان نہ ہوتا تو شاید ہندو پاک کے علماء ودانش وروں کے وہ تحقیقی مقالات ومضامین دیمک کی نذر ہو جاتے جو اُنھوں نے اپنی تحقیقات کی روشنی میں قلم بند فرمائے تھے، لیکن توفیق خداوندی سے ناچیز کو اس خدمت کا شرف ملا۔

ع آج بھی فیضان سے ہوتے ہیں تیرے فیض یاب
مرحبا بحر کرم صدر الافاضل مرحبا

محمد نورُ الحسن خان نعیمی ازہری
اُستاذِ عربی ادب وتقابلِ ادیان
الجامعۃ الاسلامیہ، رَوناہی، فیض آباد
یوپی، انڈیا

Marfat.com

استشراق اور مستشرقین

استشراق اور مستشرقین؛ یہ ایک ایسا علمی موضوع ہے جس کے بارے میں کسی بھی مصنف یا رائٹر نے کوئی ایسا علمی کارنامہ نہیں انجام دیا ہے جو استشراق کی تاریخ، اس کے اغراض ومقاصد اور اس کی اچھائیوں اور برائیوں کا پتہ دے سکے اور نہ ہی اب تک مستشرقین کی جماعت، ان کی سرگرمیوں اور ان کی کتابی وتحقیقاتی خامیوں پر بہت زیادہ علمی اور معلوماتی روشنی ڈالی گئی ہے جس سے بہ آسانی ان کی حقیقت کا علم ہو سکے۔ ہاں اگر کوئی کتاب اس موضوع پر آئی بھی تو یا تو ان کی محض تعریف وتوصیف سے لب ریز ہو کر منظر عام پر آئی یا پھر مستشرقین کے مشنری اور سامراجی اغراض ومقاصد کو اجاگر کرتی ہوئی نظر آئی۔ مثلاً استاذ نجیب العقیقی کی کتاب ''المستشرقون'' ہی ملاحظہ فرمائیں جو مستشرقین کی مدح وثنا سے پُر نظر آتی ہے۔ البتہ اس سلسلے میں ازہر یونی ورسٹی کے اسلامک کلچر کے جنرل ڈائرکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد البھی کا وہ عظیم الشان اور قیمتی لکچر بہت ہی علمی اہمیت کا حامل ہے جو انہوں نے ازہر کے عام لکچر ہال میں پیش کیا ہے۔

بعض حضرات ایسے بھی آپ کو نظر آئیں گے جنھوں نے مستشرقین پر حد سے زیادہ اِعتماد کرلیا اور ان کے افکار وخیالات سے متاثر ہو کر ان کی کوششوں کی بے جا تعریف بھی کرنے لگے۔ چناں چہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین جو ہماری موجودہ ادبی تاریخ میں مستشرقین کے اولین شاگردوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''الادب الجاھلی'' میں رقم طراز ہیں:

''و کیف تتصور أستاذا للأدب العربی لایلم و لا ینتظر أن یلم بما انتھی إلیه الفرنج (المستشرقون) من النتائج

Marfat.com

العلمية المختلفة حين درسوا تاريخ الشرق و أدبه ولغاته المختلفة، وإنما يلتمس العلم الآن عندهؤلاء الناس، ولا بد من التماسه عندهم حتى يتاح لنا نحن أن ننهض على أقدامنا و نطير بأجنحتنا و نسترد ما غلبنا عليه هؤلاء الناس من علومنا و تاريخنا و آدابنا۔"

"آپ ایسے شخص کو عربی ادب کا پروفیسر کیسے تصور کر سکتے ہیں جو مستشرقین کے ان مختلف علمی اور تحقیقی نتائج سے نا آشنا ہو جس کو انھوں نے مشرق کی تاریخ و ادب اور اس کی مختلف زبانوں کے مطالعے کے بعد پیش کیا ہے۔ باوجود ے کہ علم ابھی انہیں لوگوں میں منحصر ہے اور ان کے سامنے ہمیں زانوے ادب تہ کرنا نہایت ضروری ہے تا کہ ہم خود اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں، اور اپنے بازوؤں کے بل بوتے پر پرواز کر سکیں اور اپنے چھینے ہوئے علوم و تاریخ اور ادب کو ان سے واپس لے سکیں۔"

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کلام نے اس فکری غلامی اور محکومیت میں ایک مثبت کردار ادا کیا ہے جس سے کہ ہم اپنے جدید علمی اور فکری ترقی کے آغاز ہی میں گذر چکے ہیں اور یہ فکری غلامی ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی اسی کتاب "الادب الجاهلي" میں جا بہ جا نظر آتی ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غالی اور متعصب قسم کے مستشرقین کے افکار و نظریات کی ایک مخلصانہ تائید کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی علمی خیانت کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ ڈی، ایس، مرگولیوتھ "D.S.Margoliouth" جیسے مستشرق کے افکار و نظریات کو اپنی کتاب "الادب الجاهلي" میں اپنی طرف منسوب کر لیا ہے اس لیے کہ اس کتاب میں کوئی ایسی نئی فکر نہیں پیش کی گئی ہے جو مستشرقین کے افکار و خیالات سے جدا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی علمی اور تحقیقی بحث ملتی ہے جو خود ان کے افکار و خیالات کا آئینہ دار ہو یا ان کی علمی جدو جہد کا نتیجہ ہو۔

۱۵۹۳۲۳

Marfat.com

اور یہی حال استاد احمد امین کا بھی ہے۔اس سلسلے میں ان کی دو کتابیں قابل ذکر ہیں:

(۱)"فجر الاسلام" اور(۲)"ضحی الاسلام"

فجر الاسلام کی فصل "حدیث" میں جو انھوں نے مستشرقین کے افکار ونظریات کو چرا کر اپنی طرف منسوب کیا ہے اس کو مَیں نے بہت ہی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتاب "السنة ومكانتها فی التشريع الإسلامی" میں بے نقاب کیا ہے۔

اور اسی صف میں ڈاکٹر علی حسن عبد القادر کا نام بھی آتا ہے جنھوں نے مستشرقین کے افکار ونظریات کی اشاعت میں بہت ہی جدو جہد کی ہے۔"نظرة عامة فی تاريخ الفقه الإسلامی" نامی ان کی ایک کتاب ہے جو مشہورِ زمانہ مستشرق گولڈ زیہر "Gold Zihar" کی دو کتابوں (۱)"دراسات اسلامیة" اور(۲)"العقيدة و الشريعة فی الإسلام" کا حرفی ترجمہ ہے جس میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین اور استاذ احمد امین کی طرح انھوں نے بھی مستشرقین اساتذہ کے افکار ونظریات کو ان کی طرف منسوب کرنے کے بجائے اپنے کھاتے میں ڈال لیا ہے۔

ڈاکٹر علی حسن عبد القادر اس وقت لندن میں "المركز الثقافی الاسلامی" کی ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ہمارے اور ان کے مابین ایک واقعہ پیش آیا تھا جس کا بیان اس وقت بہت مناسب سمجھتا ہوں، کیوں کہ وہ ایسا واقعہ ہے جو بہت ہی عبرت آموز ہے اور وہی واقعہ میری کتاب "السنة و مكانتها فی التشريع الإسلامی" کی تالیف کا باعث ومحرک بھی ہے۔واقعہ بیان کرنے سے قبل ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی فضیلت، خوش اخلاقی اور حق شناسی پر بھی کچھ روشنی ڈال دی جائے۔

۱۹۳۹ء کا زمانہ تھا جب ہم "كلية الشريعة" کے شعبہ "الفقه و الاصول و تاريخ التشريع" کے دوسرے اور تیسرے سال میں تھے۔شیخ مراغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں "مشيخة الازهر" نے ڈاکٹر علی حسن عبد القادر (آپ نے اپنی تعلیم جرمنی سے حاصل کی تھی اور "كلية اصول الدين" کے شعبۂ تاریخ کے فارغ التحصیل تھے۔جرمنی میں

Marfat.com

چار سال انھوں نے قیام کیا اور شعبۂ فلسفہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی) کو تاریخ تشریع اِسلامی کا استاد مقرر کیا اور وہ ہمیں درس دینے لگے۔

میری یادداشت کے مطابق سب سے پہلے درس کا آغاز انھوں نے اپنے اس کلام سے کیا:

"إنی سأدرس لکم تاریخ التشریع الإسلامی، و لکن علیٰ طریقة علمیة لا عهد للأزهر بها۔ و إنی أعترف لکم بأنی تعلمت فی الأزهر قرابة أربعة عشر عاما فلم أفهم الإسلام ولکنی فهمت الإسلام حین دراستی فی ألمانیا۔"

"آج مَیں آپ حضرات کو فقہ اسلامی کی تاریخ پر ایسے علمی انداز میں لکچر دوں گا کہ جس کی ازہر یونی ورسٹی کو ہوا تک نہ لگی ہوگی۔ مَیں آپ حضرات سے اس بات کا اِعتراف کرتا ہوں کہ مَیں ازہر یونی ورسٹی میں تقریباً چودہ سال تک تعلیم حاصل کرتا رہا لیکن اسلام کو نہ سمجھ سکا، مَیں نے اسلام کو جرمنی میں اپنے دورانِ تعلیم سمجھا ہے۔"

اِتنا سننا تھا کہ ہمارے سارے رُفقاے درس ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر کے اس کلام سے ورطۂ حیرت میں پڑ گئے اور ہم سب نے عزمِ مصمم کرلیا کہ اب ڈاکٹر صاحب کی بات کو بہت ہی سنجیدگی اور حضورِ قلب کے ساتھ سماعت کرنا ہے، ممکن ہے اسلام کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کوئی ایسا علم سیکھا ہو جس کی ازہر یونی ورسٹی کو واقعی میں ہوا تک نہ لگی ہو۔ اس لیے جملہ رُفقاے درس ذہن وفکر کو حاضر کر کے اور ہمہ تن گوش ہو کر ڈاکٹر موصوف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے سیرتِ نبوی کی تاریخ سے درس کا آغاز کیا اور اپنے ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب لیے ہوئے تھے جو کسی کتاب کا حرفی ترجمہ تھا۔ (بعد میں ہمیں علم ہوا کہ وہ مستشرق گولڈ زیہر "Gold Zihar" کی کتاب "دراسات اسلامیة" تھی) جس کی عبارت ڈاکٹر موصوف نقل کر رہے تھے اور یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ وہ ایک علمی حقیقت ہے۔ اس طرح انھوں نے درس جاری رکھا اور جہاں بھی کوئی سوال ذہن میں اُبھرتا تھا یا کوئی قابل

Marfat.com

اِعتراض جملہ آتا تھا تو ہم لوگ برمحل گرفت کرتے تھے کہ یہ صحیح نہیں ہے، اس طرح مناقشہ کافی طویل ہوجاتا تھا، لیکن گولڈ زیہر "Gold Zihar" کی کتاب میں جو رائے اور فکر پیش کی گئی تھی اس کو غلط تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے، بلکہ اس کو صحیح کرنے کے لیے بے جا تاویلیں کرتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے لکچر میں حضرت امام زہری علیہ الرحمہ پر گفت گو کرنے لگے اور اموی خلفا کی تائید میں ان پر وضع حدیث کی تہمت لگائی، تو مَیں نے حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اپنی معلومات کے مطابق ڈاکٹر موصوف سے خوب مناقشہ کیا اور کہا کہ وہ تو حدیث کے امام ہیں، سارے علما ان کو ثقہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے اور میری کوئی بھی بات ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے، تو اچانک میرے دل میں اس موضوع کی تحقیق کا جذبہ بیدار ہوا اور ڈاکٹر موصوف سے کہا کہ مستشرق گولڈ زیہر "Gold Zihar" نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو الزامات لگائے ہیں اس کا آپ مجھے مکمل ترجمہ دے دیجیے! خیر انھوں نے اتنا کرم کیا کہ اس کا ترجمہ دو صفحہ میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے دے دیا، اور مَیں نے اسی دن سے امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت اور گولڈ زیہر کی طرف سے ان پر اتہام و الزام کی تحقیق و تفتیش میں مصر کے بڑے بڑے کتب خانوں کا چکر لگانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ازہر یونی ورسٹی کی لائبریری اور ''دار الکتب المصریۃ'' میں کتب سیر کی تمام مخطوطات کو چھان مارا، اور حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق جو بھی باتیں ان میں ملیں سب کو نقل کرلیا۔ چناں چہ اس کی تحقیق میں مَیں نے مکمل تین ماہ صرف کیا اور میرا روزانہ کا یہ معمول بن گیا کہ ''کلیۃ الشریعۃ'' سے پڑھنے کے بعد رات کے اخیر حصہ تک اس مسئلہ کی حقیقت اور صحت تک پہنچنے کے لیے مشغول رہتا تھا۔ جب میرے پاس حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں صحیح معلومات مکمل طور پر جمع ہوگئیں تو ڈاکٹر موصوف سے مَیں نے عرض کیا:

''لقد تبین أن جولد تسیھر، قد حرف نصوص الأقدمین فیما

Marfat.com

يتعلق بالزهری فأجابنی بقوله: لا يمكن هذا، لأن المستشرقين وخاصة 'جولد تسيهر' قوم علماء منصفون لا يحرفون النصوص ولا الحقائق۔"

"مجھ پر یہ بات مکمل طور پر کھل گئی ہے کہ گولڈ زیہر 'Gold Zihar' نے حضرت امام زہری کے متعلق قدیم مؤرخین کی عبارتوں میں تحریف وتبدیل سے کام لیا ہے، تو انھوں نے مجھے یہ کہتے ہوئے جواب دیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیوں کہ مستشرقین اور بہ طورِ خاص گولڈ زیہر 'Gold Zihar' ایسے منصف اور تعلیم یافتہ حضرات ہیں جو نہ تو عبارات میں تحریف کر سکتے ہیں اور نہ ہی حقائق میں رد و بدل کر سکتے ہیں۔"

پھر جب یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوگیا تو میں نے اس موضوع پر "سرائے عابدین قدیم" کے قریب "ہدایہ اسلامیہ سوسائٹی" کی بلڈنگ میں لکچر دلوانے کا عزم مصمم کرلیا، اور اس کے لیے جدو جہد شروع کر دی۔ سوسائٹی نے ازہر یونی ورسٹی کے علما اور طلبا کو دعوت نامہ روانہ کر دیا اور ڈاکٹر موصوف کو بھی مدعو کیا۔ چناں چہ مقررہ وقت پر علما اور طلبا کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا جن میں ڈاکٹر موصوف بھی شامل تھے جن کی شرکت کی مجھے کافی خواہش تھی، پھر میں نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مستشرق گولڈ زیہر "Gold Zihar" کی طرف سے وارد شدہ اِلزامات کا جواب دینا شروع کیا اور ڈاکٹر موصوف نہایت ہی دل جمعی کے ساتھ میرے جوابات کو سماعت کرتے رہے، جب میری تقریر اِختتام پر پہنچی تو مَیں ان الفاظ کے ساتھ رخصت ہوا کہ حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں یہ میرا نظریہ ہے اور یہی نظریہ ہمارے علما کا بھی ہے۔ اب اگر ہمارے استاد ڈاکٹر عبد القادر صاحب ہمارے اس کلام سے مطمئن نہیں ہیں اور کوئی اعتراض یا سوال انھیں کرنا ہے تو تشریف لائیں اور اپنا سوال پیش کریں۔ چناں چہ ڈاکٹر موصوف تشریف لائے اور مجمع عام کے سامنے اس بات کا ان الفاظ میں اعلان کیا:

Marfat.com

"إني أعترف بأني لم أكن أعرف من هو الزهري؛ حتى عرفته الآن، وليس لي اعتراض علىٰ كل ماذكرته۔"

"مَیں یہ اِعتراف کرتا ہوں کہ اب تک یہ جانتا ہی نہیں تھا کہ امام زہری کون ہیں؟ لیکن اب ان کے بارے میں مجھے مکمل علم ہوگیا اور آپ کے لکچر پر مجھے کوئی اِعتراض نہیں ہے۔"

اس طرح ڈاکٹر موصوف کے ان حقیقت پسندانہ جملوں سے مجلس اِختتام پذیر ہوئی، اور اس کے بعد ہم لوگ سوسائٹی کے صدر استاد جناب خضر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمرے میں داخل ہوئے جو بعد میں "شیخ الازہر" کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ڈاکٹر موصوف بھی وہاں تشریف فرما تھے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی تقریر بہت کام یاب رہی، آپ نے تو مستشرقین کی تحقیقات میں ایک نئے باب کا آغاز کیا ہے، میری خواہش ہے کہ اس لکچر کا ایک نسخہ آپ مجھے دے دیں تاکہ جرمنی کے ان علمی رسالوں اور اخباروں میں اس کو شائع کراسکوں جو مستشرقین کی تحقیقات کو شائع کرنے کا خاص اِہتمام کرتے ہیں۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ مستشرقین کے حلقوں میں کھلبلی مچ جائے گی۔ مَیں نے ان کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا اور مجھے ایسا لگا کہ ایک استاد اپنے شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں۔ چناں چہ ایک نسخہ انھیں دے دیا۔

چند دنوں بعد ڈاکٹر موصوف نے مجھے اپنے گھر پر بلایا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اسی موضوع پر بات چھڑ گئی اور اخیر میں ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب ہم گرمی کے موسم میں فارغ ہوں گے، تو مستشرق گولڈ زیہر "***Gold Zihar***" کی کتاب کا ترجمہ اور اس کا جواب لکھیں گے، لیکن قسمت نے یاوری نہ کی اور اس کے بعد دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں انگریزی فوجوں نے مجھے قاہرہ میں گرفتار کرلیا، چناں چہ میں قاہرہ سے سات سال تک دور رہا اور اسی درمیان ڈاکٹر موصوف نے "نظرة عامة فی تاریخ الفقه الإسلامی" نام کی کتاب لکھ کر شائع کروادیا، لیکن مجھے اس کتاب کے مطالعہ کی فرصت تین سال کے بعد ہی

Marfat.com

مل سکی، کیوں کہ میری رہائی دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہوئی۔

یہ وہ واقعہ ہے جو استاد گرامی ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر صاحب کے ساتھ پیش آیا، اور میرا خیال ہے کہ بعد میں ان کے اندر بہت تبدیلی آگئی اور مستشرقین خصوصاً مستشرق گولڈ زیہر "Gold Zihar" کے بارے میں جو ان کا نظریہ اور موقف تھا اور اس کی امانت داری، اخلاص اور عبارتوں کی عدمِ تحریف کا جو اِعتقاد تھا' سب زائل ہوگیا۔

مستشرقین کی تحقیقات پر اِعتماد کے اِنتہا پسندانہ نظریہ کے برعکس ایک دوسرا اِنتہا پسندانہ نظریہ یہ بھی ہے جو مستشرقین اور ان کے تعصب سے پُر نظریات پر بلا اِمتیازِ حق و باطل حملہ کرتا ہے۔ اس دوسرے نظریہ کی مثال "احمد فارس الشدیاق" کے اقوال سے پیش کی جاسکتی ہے جو ان کی کتاب "ذیل الفاریاق" میں درج ہیں:

"إن هؤلاء الأساتيذ (المستشرقين) لم يأخذوا العلم عن شيوخهم وإنما تطفلوا عليه تطفلا و توثبوا فيه توثبا و من تخرج فيه بشيئ فإنما تخرج على القس، ثم أدخل رأسه فى أضغاث أحلام، أو أدخل أضغاث أحلام فى رأسه و توهم أنه يعرف شيئا و هو يجهله، و كل منهم إذا درس فى إحدى لغات الشرق أو ترجم شيئا منها تراه يخبط فيه خبط عشواء، فيما اشتبه عليه منها رقعه من عنده بما شاء، و ما كان بين الشبهة و اليقين حدس فيه و خمن فرجح منه المرجوح و فضل المفضول۔"

"ان مستشرقین اساتذہ نے اہل علم سے علم نہیں حاصل کیا بلکہ سرسری طور پر کسی سے کچھ پڑھ لیا اور اس میدان میں کود پڑے، اور اگر کسی نے کچھ حاصل بھی کیا تو وہ پادریوں سے حاصل کیا، چناں چہ اس نے یا تو شبہات میں اپنا سر ڈال دیا، یا شبہات کو اپنے سر میں ڈال لیا، اور نادانی میں یہ خیال کر بیٹھا کہ وہ سب کچھ

Marfat.com

جانتا ہے، جب کہ سب کے سب کا حال یہ ہے کہ جب وہ کسی مشرقی زبان کو دیکھتے ہیں یا اس کا ترجمہ کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں اور اگر انھیں اس میں کہیں کچھ شبہہ ہوتا ہے تو اپنی طرف سے من مانی پیوند کاری کر جاتے ہیں اور جہاں کہیں وہ شک ویقین کے مابین ہوتے ہیں تو وہاں اٹکل کا سہارا لیتے ہیں اور راجح کو مرجوح اور مرجوح کو راجح قرار دے دیتے ہیں۔"

حق تو یہ ہے کہ بے جا تعریف میں رطب اللسان ہو جانا، اور بے جا مخالفت پر کمر بستہ ہو جانا اس میں سے ہر ایک ان تاریخی حقائق کے منافی ہے جن کو مستشرقین نے اپنے کارناموں میں قلم بند کیا ہے اور نئی تحقیقات کے راستے کھولے ہیں۔ ہم تو ایسے دین کو ماننے والی قوم ہیں جو دشمنوں کے ساتھ بھی ہمیں عدل وانصاف کا درس دیتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"و لا یجرمنکم شنأن قوم علی أن لا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوی۔" (سورۂ مائدہ، آیت:۸)

"اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو، اِنصاف کرو! وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔" (کنزالایمان)

●●●

Marfat.com

تاریخ اِستشراق

یہ بات یقینی طور پر تو نہیں معلوم ہے کہ کون سا وہ مغربی شخص ہے جو مشرقی علوم کے مطالعہ کی طرف سب سے پہلے متوجہ ہوا، اور نہ ہی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کس وقت مغرب کے لوگوں نے مشرقی علوم کے مطالعہ کا آغاز کیا۔ لیکن تاریخی حقائق سے ان باتوں کا ضرور اِنکشاف ہوتا ہے کہ بعض مغربی راہب اندلس کی عظمت وترقی اور شان وشوکت کے دور میں اندلس آئے اور وہاں کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے لگے، انھوں نے مختلف علوم وفنون خصوصاً فلسفہ، طب اور ریاضی کی تعلیم علمائے اِسلام سے حاصل کی، اور قرآن کریم اور دیگر عربی کتابوں کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا۔

ان راہبوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام جربرٹ "Jerbert" نامی ایک فرانسیسی راہب کا آتا ہے۔ جب یہ راہب اندلس میں تعلیم حاصل کرکے اپنے ملک واپس ہوا تو ۹۹۹ء میں روم کے کلیسا کا پادری منتخب کیا گیا۔ دوسرا نام پیٹر "Peter" (۱۰۹۳ء۔ ۱۱۵۶ء) کا آتا ہے اور تیسرا نام جیرارڈی گریمون "Gerardde Gremone" (۱۱۱۴ء۔ ۱۱۸۷ء) کا بیان کیا جاتا ہے۔

اس طرح ان سارے راہبوں نے اپنے وطن واپس ہونے کے بعد عربی تہذیب و ثقافت اور مشہور علمائے عرب کی تالیفات وتصنیفات کی نشر و اشاعت میں اپنے آپ کو مصروف رکھا، چند ہی سال گزرے تھے کہ عربی تعلیم کے لیے مدرسوں کا قیام ہونے لگا، مثلاً مدرسہ "بادوی"۔ اس طرح یہ راہب بہت سارے مدارس اور بہت سارے گرجا گھروں میں لاطینی زبان میں (جو کہ اس وقت تمام یوروپین ممالک میں زبانِ علم وفن سمجھی جاتی تھی)

Marfat.com

ترجمہ شدہ عربی کتابوں کا درس دینے لگے ۔مغرب کی یونی ورسٹیاں ان عربی کتابوں پر اِعتماد کرتی رہیں ۔اور تقریباً چھ صدی تک ان کو تحقیق ومطالعہ کے لیے اصلی مراجع کی حیثیت سے تسلیم کرتی رہیں۔

اس وقت سے مغربی لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا، اسلام اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کرتے رہے، قرآن اور دیگر عربوں کی علمی وادبی کتابوں کا ترجمہ بہت ہی برق رفتاری سے ہوتا رہا اور جب اٹھارھویں صدی کا زمانہ آیا تو مغرب کے لوگ اسلامی دنیا میں سامراجیت کے نفوذ کے درپے ہوگئے اور اسلامی ملکوں پر قبضہ جمانا شروع کر دیا، اسلام اور اسلامی ملکوں کے خلاف ایک تو مغرب کی ریشہ دوانیاں اپنے نقطۂ عروج پر تھیں اور دوسری طرف مغرب کے علما اِستشراق کی نشرواشاعت کے لیے جی توڑ کوشش کر رہے تھے۔ اس کے لیے مغرب کے سارے ملکوں میں ماہ نامے اور رسالے نکال رہے تھے، اسلامی اور عربی ملکوں میں عربی مخطوطات پر ٹوٹ پڑے اور ان کے نادان مالکان سے کتابیں خریدنے لگے، اور بڑی بڑی لائبریریوں سے کتابوں کے خرد برد میں مشغول ہوگئے، کیوں کہ یہ کتب خانے نہایت ہی بدنظمی کے شکار تھے۔اس طرح عربی کے نادر مخطوطات کو انھوں نے اپنے ملک کی لائبریریوں میں منتقل کرلیا اور ان کی لائبریریاں عربی کے نایاب مخطوطات سے پر ہوگئیں۔انیس ویں صدی کے آغاز تک ان مخطوطات کی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اب بھی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

مستشرقین نے اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے انیس ویں صدی کی آخری چوتھائی ۱۸۷۳ء میں پیرس ''***Paris***'' میں اپنی پہلی کانفرس کا انعقاد کیا، مشرق کے ادیان ومذاہب، تہذیب وثقافت اور علوم وفنون کی تحقیق وتدقیق میں کانفرنسز منعقد ہوتی رہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

Marfat.com

میدانِ اِستشراق

جیسا کہ آپ نے ابھی ابھی ملاحظہ فرمایا کہ استشراق کا آغاز صرف عربی زبان اور اسلام جیسے مذہب کے مطالعہ سے ہوا۔لیکن استشراق کا دائرہ مشرق میں مغربی سامراجیت کے زور پکڑنے کے بعد اتنا وسیع ہوگیا کہ مشرق کے تمام مذاہب ان کی عادات وتقالید، رسم و رواج ،تہذیب وثقافت، زبان و بیان اور اس کے جغرافیائی علم کی تحقیق پر محیط ہو کر اختتام پذیر ہوا۔لیکن وسعتِ تحقیق کے باوجود اِستشراق کا مطمح نظر اسلام، عربی زبان و ادب اور اسلامی تہذیب وثقافت ہی رہا۔ان دینی اور سیاسی اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے جن اسباب نے مستشرقین کو مشرقی علوم کی تحقیق پر آمادہ کیا ان شاء اللہ ہم بعد میں ان کو تفصیلی طور پر ذکر کریں گے۔

اِستشراق کا پس منظر

اِستشراق کے چند پس منظر ہیں:

(۱) دینی پس منظر

(۲) سامراجی پس منظر

(۳) تجارتی پس منظر

(۴) سیاسی پس منظر

(۵) علمی پس منظر

Marfat.com

دینی پس منظر:

ہمیں اِستشراق کے اوّل پس منظر سے متعارف ہونے کے لیے کسی جدو جہد کی حاجت نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے کہ استشراق کا سب سے اولین پس منظر دینی ہے۔ راہبوں سے اس تحریک کا آغاز ہونا ہی اس پر بین دلیل ہے جیسا کہ عصر حاضر میں بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے مستشرقین کا یہ منصوبہ تھا کہ اسلام پر کیچڑ اچھالا جائے، اس کی خوبیوں اور محاسن کو مٹا دیا جائے اور اسلام کے روشن حقائق کو مسخ کر دیا جائے تا کہ اس کے ذریعہ اپنے زیر اثر عوام کو یہ باور کرا سکیں کہ دین اسلام مسیحیت کا واحد مخالف دین ہے، جو قابل نشر و اِشاعت نہیں ہے، اور اس کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھا دیں کہ مسلمان چور، ڈاکو، بدمعاش، وحشی اور خون ریز قوم ہے۔ اسلام تو انہیں جسمانی لذتوں اور خواہشات کی دعوت دیتا ہے اور ہر روحانی و اخلاقی بلندی سے دور کرتا ہے۔ لیکن جب انھوں نے عصر حاضر کی نئی تہذیب وثقافت کا مطالعہ کیا تو انھیں مذہب اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی، کیوں کہ نئی تہذیب وثقافت اس حد تک مؤثر ہوئی کہ اس نے اہل مغرب کے عقیدے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا، یہاں تک کہ انھیں اپنے ماضی کے رہ نماؤں اور راہبوں سے حاصل کردہ ساری تعلیمات پر شک ہونے لگا۔ اس لیے مستشرقین نے یہ منصوبہ بنایا کہ مذہب اسلام پر ایسے سخت حملے کیے جائیں کہ اہل مغرب کو اپنی مقدس کتابوں اور مشکوک عقائد کی تنقید کا موقع ہی نہ ملے، کیوں کہ مستشرقین کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ اسلامی فتوحات کی ابتدا سے لے کر صلیبی جنگوں تک اور یورپ میں عثمانی سلطنت کی فتوحات تک اہل مغرب کے دلوں میں کیا آثار مرتب ہوئے ہیں، اور اسلام کی شان وشوکت سے وہ کس قدر خائف ہوئے ہیں، اسلام اور اہل اسلام سے کس قدر نفرت کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا ان راہبوں نے نفسیاتی اثرات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اسلامی علوم کی تحقیق ومطالعہ کی سرگرمیوں میں مزید اضافہ کر دیا اور زبردست مطالعہ کیا، ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اپنا مشنری مقصد بھی فوت نہ ہونے دیا بل کہ اسے اپنی علمی تحقیقات میں زندہ رکھا۔ کیوں کہ اوّلاً وہ ایک مذہب کے پیش وا

Marfat.com

تھے اس لیے وہ اسلام کی عظمت ورفعت کو مٹانے کے لیے کمر بستہ ہو گئے تا کہ اسلامی ثقافت کے متلاشیوں کے دلوں میں اسلامی عقائد ونظریات کے متعلق کم زوری پیدا ہو جائے اور یا اسلامی تراث، تہذیب وثقافت اور اسلامی علوم وفنون ان کی نظروں میں مشکوک ہو جائیں۔

سامراجی پس منظر:

جب صلیبی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا اور صلیبیوں کو رسوائی اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا (بہ ظاہر تو یہ جنگ دینی تھی لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اس میں سامراجی جنگ کی جھلک نظر آتی ہے) تو اس کے باوجود بھی اہل مغرب اسلامی اور عربی ملکوں پر قبضہ کے خاتمہ سے مایوس نہ ہوئے بل کہ ان ملکوں کے حالات وکیفیات، عادات واطوار، اخلاق وکردار، مال و دولت اور عقائد ونظریات کے مطالعہ میں مکمل دل جمعی کے ساتھ ڈٹ گئے، تا کہ ان ملکوں کی طاقت وقوت اور ضعف وکم زوری کی جگہوں پر مطلع ہو سکیں اور اسبابِ قوت کو کم زور کر کے اسبابِ ضعف سے فائدہ اٹھائیں، تا کہ فوجی بالادستی اور سیاسی گرفت مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد اِستشراق کو آگے بڑھانے کے اسباب ومحرکات بہ دستور قائم رہ سکیں، کیوں کہ اِستشراق کا مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کے ذہن و دماغ میں روحانی اور اخلاقی مزاحمت کو کم زور کر دیا جائے اور مسلمانوں کی اسلامی تراث، عقائد ونظریات، انسانی اقدار و روایات کی افادیت کو مشکوک کر کے ان کے افکار وخیالات کو متزلزل کر دیا جائے، اور انھیں فکری اور ذہنی طور پر اپاہج بنا دیا جائے تا کہ وہ خود اعتمادی کھو دیں، اور اہل مغرب کے سایہ میں زندگی بسر کریں اور ان سے اخلاقی اقدار اور عقائد کے اصول کی بھیک مانگیں، اور اس طرح جب قومِ مسلم فکری اور ذہنی طور پر اہل مغرب کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لے گی تو وہ ان کی تہذیب وثقافت اور تقالید و روایات کے سامنے اپنا سر خم کر دے گی اور بہ رضاء ورغبت ان کی مطیع وفرماں بردار ہو جائے گی اور اس کے بعد پھر کبھی اپنا سر نہیں اٹھا سکے گی۔

آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ لوگ ہمارے ملکوں میں ان قدیم قومی نعروں کو ہوا دے رہے ہیں جن کو مٹے ہوئے صدیاں گزر گئیں اور انھیں دوبارہ زندہ کرنے کی جدوجہد کر

Marfat.com

رہے ہیں۔

عرب میں اسلامی پیغام کے ظہور کے بعد بہت ساری قوموں کا خاتمہ ہوگیا، ان کے عقائد ونظریات، زبان و بیان اور ممالک سب، ایک ہوگئے، اور سب نے متحد ہوکر اسلام کا پیغام چہار دانگِ عالم میں پھیلایا، مسلمانوں اور دیگر قوموں کے مابین انسانی، تاریخی اور تہذیبی روابط وتعلقات قائم ہوئے جن کی بنیاد پر مسلمانوں کی قوت وطاقت میں اضافہ ہوا، اور دیگر قوموں کو ان کے زیر سایہ عظمت و ہدایت ملی۔ لیکن اہل مغرب کا حال یہ ہے کہ وہ نصف صدی سے مصر میں "فرعونیت" اور شام، لبنان اور فلسطین میں "فینیقیہ" اور عراق میں "آشوریہ" کو زندہ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں، تاکہ قومِ مسلم کے شیرازہ کو منتشر کرنا ان کے لیے آسان ہوجائے اور اپنی سازشوں سے ہمارے اندر حریت پسندی کے جذبے کا خاتمہ کردیں، اور ہمیں اپنی زمین پر جو آزادی، قیادت اور قوت حاصل ہے اس کو کمزور کردیں، تاکہ پھر ہم دوبارہ دنیائے تہذیب وثقافت میں امتیازی حیثیت کے حامل نہ ہوسکیں اور عقیدہ، اعلیٰ اقدار وروایات اور مشترکہ تاریخ ومفادات میں ہمارے شرکا سے ہمارا اِتحاد نہ ہوسکے۔

تجارتی پس منظر:

وہ اسباب ووسائل جو استشراق کی ترقی اور پیش قدمی میں مؤثر تھے ان میں ایک تجارتی پس منظر بھی ہے، وہ یہ کہ مغرب کے لوگ بہت دل چسپی سے مسلمانوں کے ساتھ لین دین کرتے تھے تاکہ وہ اپنے خرید وفروخت کے سامان کو زیادہ سے زیادہ عام کرسکیں، اور مسلمانوں کے خام قدرتی ذرائع کو کم سے کم قیمت پر خرید سکیں، اور مسلمانوں کی ان علاقائی صنعتوں کو ٹھپ کردیں جو عرب اور مسلم ممالک میں عروج و اِرتقا کی چوٹی پر پہنچی ہوئی تھیں۔

سیاسی پس منظر:

اِستشراق کے فروغ میں جو اسباب اثر انداز تھے ان میں ایک سیاسی پس منظر بھی تھا، جب اسلامی اور عربی ممالک نے اہل مغرب کی غلامی سے نجات پائی اور انھیں خود مختاری نصیب ہوئی تو یہ پس منظر اور زیادہ کھل کر سامنے آیا۔ واضح رہے کہ عربی اور اسلامی ممالک

Marfat.com

میں مغربی ممالک کے سفارتی اہل کاروں میں ایک مشیر خاص یا کلچر کا نمائندہ ہوتا ہے جو عربی زبان پر مکمل دست رس رکھتا ہے، جس کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ملکوں میں سیاست اور صحافت کے ماہرین اور دیگر مفکرین سے رابطہ پیدا کر کے ان کے سیاسی افکار و نظریات پر مطلع ہو اور اپنے ملک کے مرتب کردہ سیاسی رجحانات کی ان کے اندر بیج بوئے اور وہ اس مقصد میں کافی حد تک کام یاب بھی رہے، مغربی ممالک کے سفرا نے عرب ممالک کے مابین ہمیشہ اِنتشار پیدا کرنے کی کوشش کی، اور اسی طرح عربی اور اسلامی ملکوں کے اندر ہمیشہ پھوٹ ڈالنے کی جدو جہد کی، چناں چہ اکثر ملکوں میں وہ اپنے مقصد میں کام یاب رہے۔ مغربی ممالک اسی مقصد کے تحت ان سفرا کو بھیجتے بھی ہیں تا کہ وہ عربی ممالک اور اسلامی ممالک کو آپس میں لڑائیں اگر چہ ان کا دعوٰی خیر خواہی اور امداد رسانی کا ہوتا ہے۔ یہ ساری سرگرمیاں ان ممالک کے اہم ذمہ داران کی نفسیات کا زبردست مطالعہ اور ان کی سیاست عامہ کے کم زور پہلوؤں کی مکمل شناخت کے بعد وقوع پذیر ہوئیں اور نتیجتاً وہ اس طرح اپنے مفادات اور سامراجیت کو نقصان پہنچانے والے عوامی رجحانات پر بھی مطلع ہوتے رہتے تھے۔

علمی پس منظر:

اِستشراقی تحریک کی نشر و اِشاعت میں جو اسباب و عوامل کارگر ثابت ہوئے ہیں ان میں ایک علمی پس منظر بھی ہے۔ مستشرقین میں بہت کم افراد ایسے گذرے ہیں جنھیں اقوام و اُمم کے ادیان و مذاہب، تہذیب و ثقافت اور زبان و بیاں پر مطلع ہونے کی خواہش اور دل چسپی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے دوسرے مستشرقین کے بہ نسبت مذہب اسلام اور اسلامی تراث کے فہم و اِدراک میں کم غلطیاں کی ہیں، کیوں کہ تحریف و ترمیم، غلط بیانی اور جعل سازی ان کا مقصد نہیں تھا، جس کی وجہ سے ان کی تحقیقات حقائق سے زیادہ قریب ہیں۔ اور ان کے علمی مضامین میں صحیح منہج علمی کی جھلک نظر آتی ہے (جب کہ اکثر مستشرقین کی تحقیقات، علمی مضامین اور مقالات ان خوبیوں اور محاسن سے عاری نظر آتے ہیں)۔ چناں چہ

Marfat.com

بعض مستشرقین پر اسلام کی حقانیت کھل گئی اور وہ حلقہ بہ گوشِ اسلام ہو گئے، لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ ان کے پاس ذاتی طور پر مالی وسائل فراہم رہیں جن کی مدد سے وہ اِستشراق کی امانت داری اور اخلاص کے ساتھ خدمت کر سکیں، لیکن بالعموم ہوتا یہ ہے کہ ان کی غیر جانب دارانہ تحقیقات کی نہ تو دینی لوگوں میں پذیرائی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو سیاسی لوگوں اور عام محققین کے نزدیک مقبولیت حاصل ہو پاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان مستشرقین کو کوئی مالی یا اقتصادی فائدہ نہیں مل پاتا ہے اور انھی وجوہات کی بنیاد پر اس قسم کے مستشرقین کا وجود بہت ہی شاذ و نادر ہے۔

Marfat.com

اِستشراق کے اغراض ومقاصد

عام مستشرقین کے اِستشراقی علوم وتحقیقات کے اغراض ومقاصد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(ا) پُرفریب علمی مقصد:

اِس سے مستشرقین کے چند مقاصد ہیں:

اولاً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صحت میں شکوک وشبہات پیدا کرنا، اور رسالت کا سرچشمہ اور اصل ذاتِ خداوندی کو تسلیم نہ کرنا۔ اسی لیے جمہور مستشرقین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا اِنکار کرتے ہیں اور من جانب اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کے منکر ہیں۔ جب مستشرقین نزولِ وحی اِلٰہی کے وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہونے والے مخصوص حالات کی توضیح وتشریح کرتے ہیں تو انتہائی حماقت وجہالت کا ثبوت دیتے ہیں، جب کہ نزولِ وحی اِلٰہی کے یہ حالات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور خصوصاً اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذکر کیے ہیں۔ معاذ اللہ بعض مستشرقین نزول وحی الٰہی کے وقت طاری ہونے والی کیفیات کو مرگی سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ کو کبھی کبھی مرگی کا دورہ پڑتا تھا اور بعض مستشرقین، وحی کو ان تخیلات سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن ودماغ میں معاشرتی بے راہ روی کی اصلاح کی خاطر موج زن تھے، اور بعض وحی کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ ایک نفسیاتی مرض تھا وغیرہ وغیرہ۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الأقوال الخبیثۃ)

ایسا لگتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی نبی اور رسول آیا ہی نہیں کہ وحی کی صورت وکیفیت کی تفسیر ان کے لیے ایک مشکل امر بن گیا، جب کہ ہر یہودی اور نصرانی

Marfat.com

توریت میں مذکور انبیاے کرام علیہم الصلاۃ و التسلیم پر اِیمانِ مطلق رکھتا ہے، حالاں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تاریخی شان وشوکت، انقلابی رعب و دبدبہ اور اپنے ساتھ لائے ہوئے اصول وقوانین کی عظمت و رفعت میں انبیاے سابقین سے کہیں بڑھ کر ہیں، اس کے باوجود مستشرقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے غلط معانی سے تعبیر کرتے ہیں جو ہر صورت میں شانِ نبوت کے منافی ہیں اور یہ ساری تعبیرات ان کے مذہبی تعصب پر بین دلیل ہیں۔

اور جہاں تک ان کے دینی پیش واؤں، پادریوں اور عیسائی مبلغین کا مسئلہ ہے تو وہ تو اس علمی خیانت میں ان کے لیے قابل تقلید نمونہ بنے رہے۔(۱)

اسی طرح جب انھوں نے قرآنِ حکیم کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر من جانب اللہ نازل کیے جانے کو تسلیم نہیں کیا اور قرآن میں گذشتہ امتوں کے بارے میں وارد شدہ تاریخی حقائق (جن کا صدور تاج دارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اُمّی سے مستحیل ہے) نے انھیں لاجواب اور ساکت کر دیا تو مستشرقین نے بھی وہی قول دہرایا جو عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جاہل مشرکین کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ معلومات کچھ ایسے لوگوں سے لیتے ہیں جو انھیں آکر بتاتے ہیں۔

اِس سلسلے میں وہ عجیب قسم کی بے ہودہ باتیں کرتے ہیں اور جب قرآنِ کریم میں وارد ان سائنسی حقائق سے ان کا سامنا ہوتا ہے جن کا انکشاف صرف اور صرف عصر حاضر میں ہوا ہے تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہانت وفطانت کا نتیجہ ہے۔

ثانیاً: مستشرقین رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کے "منزّل من السماء" ہونے کے منکر ہیں اور مذہب اسلام کے من عند اللہ ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں، بل کہ ان کا خیال تو یہ ہے کہ مذہب اسلام یہودیت اور مسیحیت دونوں مذہبوں کا معجونِ مرکب ہے، لیکن مستشرقین کے پاس ان دعووں کی کوئی دلیل اور ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی علمی تحقیق ان دعووں کی مؤید ہے، ان کے یہ دعوے محض ان چند ظاہری تشابہ پر مبنی ہیں

۱ اس طرح کے غیر منصفانہ رویہ سے اکثر مستشرقین کے دامن داغ دار ہیں۔

Marfat.com

جو اسلام اور سابقہ دونوں مذہب (یہودیت اور نصرانیت) کے درمیان پائے جاتے ہیں۔
ملاحظہ کرتے چلیں کہ یہودی مستشرقین مثلاً گولڈ زیہر "Gold Zihar" اور جوزف ساخت "J.Schacht" وغیرہ نے پوری دنیا کو یہ باور کرانے کی ان تھک کوشش کی ہے کہ مذہب اسلام یہودی مذہب سے ماخوذ ہے اور یہودی مذہب اسلام پر اثر انداز ہے اور مسیحی مستشرقین اس دعوے میں یہودی مستشرقین کی اندھی تقلید کرتے ہیں کیوں کہ مسیحی مذہب میں کوئی ایسا قانون اور آئین نہیں ہے جس کو وہ یہ تصور کرسکیں کہ اسلام اس سے متاثر ہے یا اسلامی قانون اس سے ماخوذ ہے، البتہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ مسیحیت میں کچھ ایسے اخلاقی اصول ہیں جو اسلام پر اثر انداز ہوگئے ہیں اور اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔
مسیحیوں کی ان باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ ادیانِ سماویہ کے اخلاقی اصول ومبادی کا متعارض ہونا لازم اور واجب ہے اور ایک دین کو بھیجنے والا کوئی اور ہے اور دوسرے دین کو بھیجنے والا کوئی اور ہے۔ فتعالی اللہ علوًّا کبیرًا۔(۱)

ثالثاً: مستشرقین ان احادیث نبویہ کی صحت میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں جن پر ہمارے علماء ومحققین اعتماد کرتے آئے ہیں اور اس سلسلے میں بعض بدنیتوں کی طرف سے احادیث طیبہ کی نقل میں کی گئی ہیرا پھیری اور وضع کا سہارا لیتے ہیں، اور ان کوششوں اور کاوشوں کو یک سر نظر انداز کردیتے ہیں جو ہمارے علمائے کرام نے احادیث صحیحہ کو احادیث موضوعہ سے الگ کرنے میں صرف کی ہیں، حالاں کہ ان معزز علما نے اپنی ان مساعی جمیلہ میں نہایت ہی دقیق اصول اور جانچ پڑتال کے انتہائی ٹھوس قواعد کو مدنظر رکھا ہے، اور ان مستشرقین کا حال تو یہ ہے کہ ہمارے علما کے ان مضبوط اور مستحکم اصول کے مقابلے میں ان کی مقدس کتابوں کی صحت سند کی تحقیق کے اصول ایک فی صد کو بھی نہیں چھو سکتے۔ میں نے اس موضوع سے متعلق اپنی کتاب "السنۃ ومکانتہا فی التشریع

(۱) یہ ممکن ہے کہ دو الگ الگ دین اپنے اصول اور اخلاقی اقدار میں مشابہت رکھتے ہوں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ایک دین دوسرے دین سے ماخوذ ہے، کیوں کہ اگر دو دین منزل من اللہ ہیں تو اصول وضوابط میں کہیں کہیں تشابہ کا ہونا امر طبیعی ہے۔

Marfat.com

الإسلامی "(۱) میں بہت علمی اور تحقیقی بحث کی ہے۔

ان مستشرقین کو یہ غیر منصفانہ دعوے اور حیلہ سازیاں اس وجہ سے کرنی پڑیں کہ وہ احادیث طیبہ کا اتنا زبردست خزانہ اور قانون سازی کا یہ حیرت انگیز سرمایہ دیکھ کر مبہوت ہو گئے جو سرمایہ کہ ہمارے علما کی تحقیق وتدقیق کا مرکز بنا رہا، مستشرقین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معتقد تو تھے نہیں اس لیے اُنھوں نے یہ دعوٰی کر دیا کہ جن باتوں کا صدور امی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے وہ عقل سے بعید معلوم ہوتی ہیں اور سارا کام مسلمانوں کی پہلی تین صدیوں میں جمع خرچ کا نتیجہ ہے۔ مستشرقین کے ذہنی خلجان اور نفسیاتی پریشانی کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہیں کرتے ہیں اور عدمِ تصدیق ہی ان کی ساری حیلہ سازیوں، بہانہ بازیوں اور غلط بیانیوں کا سرچشمہ ہے۔

رابعاً: یہ کہ فقہ اسلامی کی بنیادی اور ذاتی عظمت ووقعت میں شک کے شوشے چھوڑنا۔ تاریخ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ آج تک کسی بھی امت کو فقہ اسلامی جیسا قانون میسر نہیں ہوا، جب مستشرقین کو فقہ اسلامی کی عظمت ورفعت کا علم ہوا تو وہ بہت پشیمان ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تو تھے ہی لہٰذا جب انھیں کچھ اور نہ ملا تو یہی لکھ دیا کہ فقہ اسلامی رومانی قانون سے ماخوذ ہے (یعنی مغربی قوانین سے ماخوذ ہے)۔ جب مستشرقین کا یہ دعوٰی سامنے آیا تو ہمارے محققین علما خاموش نہ رہے بل کہ ان کے سارے دعووں کا علمی اور تحقیقی جواب دے کر ان کا پرخچہ اڑا دیا، اسی موضوع پر "لاھائی" میں منعقد ہونے والی "مؤتمر القانون المقارن" نے یہ فیصلہ کیا کہ فقہ اسلامی قرآن وسنت سے ماخوذ مستقل قانون ہے اور وہ کسی دوسرے قانون سے ماخوذ نہیں ہے۔ اس کانفرس کی رپورٹ ہی مغربی ہٹ دھرم محققین کے لیے دندان شکن جواب ہے اور انصاف پسند اور متلاشیانِ حق محققین کی تشفی کے لیے کافی ووافی ہے۔

خامساً: عربی زبان کے سائنسی ترقی کے پہلو بہ پہلو چلنے کی طاقت وقدرت میں شک

---

(۱) یہ کتاب مؤلف کی زندگی ہی میں شائع ہو چکی ہے اور اشاعت کا سلسلہ اب بھی جاری ہے کتاب کے مضامین، نکات اور باریکیوں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک محقق نے علم کا دریا بہایا ہے۔

Marfat.com

پیدا کرنا، تاکہ ہم ہمیشہ ان کی اِصطلاحات کے محتاج رہیں اور ہمیشہ ہمیں ان کی احسان مندی اور ادبی حکم رانی کے تسلط کا احساس رہے۔

نیز عربی لٹریچر کی بے نیازی میں شک کی بیج ڈالنا اور اسے ایک خشک اور دوسری ادبیات کا محتاجِ ادب باور کرانا (یہ ان کے مقاصد میں سے رہے ہیں) تاکہ ہم ان کی ادبیات کی طرف متوجہ ہوں۔

یہی وہ علمی اور ادبی سامراج ہے جس کو وہ فوجی سامراج سے ملانا چاہتے ہیں۔ یہ رہے وہ علمی اغراض ومقاصد جن میں مستشرقین کی بھاری اکثریت سرگرمِ عمل ہے۔

(۲) دینی اور سیاسی اغراض ومقاصد:

اوّلاً: اس کا خلاصہ چند سطروں میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، شریعت اسلامیہ اور فقہ اسلامی کی تحقیق کے نام پر شکوک وشبہات کے ایسے شوشے چھوڑنا جو مسلمانوں کی اپنی علمی اور ایمانی تراث پر خود اعتمادی کو مجروح کریں۔ یاد رہے کہ اس کے پیچھے مستشرقین کے دو مقصد کارفرما ہیں:

ایک تو دینی مقصد اور دوسرا سامراجی مقصد

ثانیاً: مسلمانوں کے دلوں میں ان کے تہذیبی سرمایہ کی اقدار و روایات کے متعلق شک ڈال دینا۔ چناں چہ مستشرقین اِس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی تہذیب وتمدن رومانی تہذیب وثقافت سے منقول ہے، اہل عرب نے رومانی تہذیب وتمدن، اس کے فلسفہ اور اس کے آثار وعلامات کو نقل کیا ہے، خود ان کی اپنی کوئی جدید فکر اور نئی تہذیب نہیں ہے۔ اور یہ کہ اسلامی تہذیب وثقافت میں ہر قسم کی خرابیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں، اسی لیے جب بھی مغربی محققین کو اسلامی تہذیب کی اچھائیوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے تو وہ بہت اختصار سے اور بادلِ ناخواستہ بیان کرتے ہیں۔

ثالثاً: اسلامی علمی سرمایوں پر مسلمانوں کے اعتماد میں ضعف پیدا کرنا اور مسلمانوں کے جو عادات واطوار، اقدار وروایات، عقائد ونظریات اور اعلیٰ اخلاقی نمونے ہیں ان میں شکوک

Marfat.com

وشبہات پیدا کرنا اور انھیں اس طرح مشکوک اور ناقابل عمل بتانا کہ مسلمانوں کو خود اپنے ہی عقائد ونظریات میں تذبذب ہونے لگے، تاکہ مسلمانوں پر سامراجیت کو منظم اور مستحکم طریقے سے مسلط کرنا سہل ہو جائے اور ان کے درمیان مغربی تہذیب وثقافت کو پھیلانا آسان ہو جائے، تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے اسلامی تہذیب وثقافت کا اثر ورسوخ نکال کر مغربی تہذیب وتمدن کی محبت کو داخل کیا جاسکے اور مسلمانوں کے دلوں میں مغربی تہذیب سے مقابلے کے جذبہ کو کم زور سے کم زور تر کیا جاسکے۔

رابعاً: ورودِ اِسلام سے قبل کی وطنیت (قومیت) کو زندہ کرکے عوام کے درمیان اختلافات کی آگ بھڑکا کر مختلف مسلم ممالک کے لوگوں کے درمیان اسلامی اخوت اور بھائی چارگی کا خاتمہ کرنا۔ مغرب کے لوگ عرب ملکوں کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور ان کے اتحاد ویکتائیت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ حقائق کی تحریف وتبدیل کے لیے ان کے ذہن ودماغ میں جو بھی حربہ آتا ہے اس کو استعمال کر گزرتے ہیں، اور ماضی کی تاریخ مرقوم شاذ ونادر حوادث کو لے کر ایک ایسی نئی تاریخ مرتب کر دیتے ہیں جو عرب ممالک کے آپسی اتحاد میں دراڑ ڈال سکے اور عرب ممالک کی عوام کے مابین حق وعدل اور خیر وخوش حالی کی شرکت میں رکاوٹ بن سکے۔

(۳) خالص علمی اغراض ومقاصد:

معدودے مستشرقین ایسے ہیں جن کا مقصود صرف اور صرف بحث وتحقیق ہے اور اسلامی اور عربی تراث کا ایسا مطالعہ کرنا ہے جس سے بعض مخفی حقائق ان پر اُجاگر ہو سکیں، مگر یہ مستشرقین ابھی اپنی بحث وتحقیق میں اخلاص کے باوجود غلطیوں اور حق سے بعید مستنبط نتائج سے محفوظ نہیں رہتے ہیں، اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ عربی زبان کے اسلوب سے ناواقف ہیں یا یہ کہ وہ تاریخ اسلامی کی فضا اور ماحول سے حقیقت میں آشنا ہی نہیں ہیں۔ چناں چہ وہ اسلامی معاشروں کا تصور اسی طرز پر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے معاشرہ کو دیکھتے ہیں۔ اس

Marfat.com

طرح وہ طبیعی، نفسیاتی اور زمانے کے ان سارے فروق کو بھول جاتے ہیں جو ان کے زیر مطالعہ تاریخی ماحولیات کے درمیان اور ان کے بود و باش کے ماحولیات کے درمیان امتیاز پیدا کرتے ہیں۔

یہ جماعت تینوں جماعتوں میں سب سے بہترین مقاصد کی حامل ہے اور اس کے خطرے بھی کم ہیں، کیوں کہ یہ جماعت حق کے واضح ہوتے ہی اس کی طرف رجوع کر لیتی ہے اور بعض اپنی اپنی تمام تر فکر و نظر اور قلب و نگاہ کے ساتھ اسی ماحول کے ہو کر رہ جاتے ہیں جو ماحول ان کے زیر تحقیق ہوتا ہے، لہٰذا ہوتا یہ ہے کہ وہ ایسے نتائج تک پہنچ جاتے ہیں جو سچ اور واقع کے عین مطابق ہو، لیکن اس قسم کے مستشرقین سابقہ دونوں بُرے مقاصد کی حامل جماعتوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بن جاتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ لوگ علمی منہج سے منحرف یا جذبات سے کام کرنے والے اور مسلمانوں کی دل جوئی اور ان کا قرب حاصل کرنے والے گردانے جانے لگتے ہیں۔ جیسا کہ ''توماس'' اور ''ارنولڈ'' کے ساتھ یہی سلوک اختیار کیا گیا۔ جب انھوں نے اپنی عظیم الشان کتاب ''الدعوة إلى الإسلام'' میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف سے کام لیا اور ہر زمانے میں مختلف ادیان کے پیروکاروں کے ساتھ مسلمانوں کے حسن سلوک کو مدلّل طور پر ثابت کیا اور مسلمانوں کے ساتھ دیگر ادیان کے متبعین کے طرزِ تعامل کو بھی بیان کیا۔

درحقیقت ان کی یہ کتاب اسلام میں دینی تسامح کی تاریخ کے سلسلے میں سب سے زیادہ معتمد اور سب سے زیادہ تحقیقی مرجع کی حیثیت سے تسلیم کی جاتی ہے، لیکن متعصب مستشرقین خصوصاً عیسائی مبلغین کی ان کے بارے میں یہ تنقید ہے کہ اس کتاب کا مؤلف مسلمانوں کی محبت اور جذبۂ مہربانی سے سرشار تھا، جب کہ اس کتاب کے مصنف نے اس کتاب کے لیے ایک واقعہ کو اس کے حوالے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مستشرقین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے حق تک رسائی کے لیے اِسلام کو اپنایا اور اسلام کے دفاع میں اہل مغرب کے حلقوں میں اپنی علمی تحقیقات کو پیش کیا جیسا کہ

Marfat.com

مشہور فرانسیسی آرٹسٹ مستشرق ''دینیہ'' نے کیا، جو ''الجیریا'' کا مقیم تھا، جب اس نے اسلامی علوم وفنون کا مطالعہ کیا تو اتنا متاثر ہوا کہ قبولِ اِسلام کا اِعلان کر دیا اور اپنا اِسلامی نام ''ناصر الدین دینیہ'' منتخب کیا۔ حضور تاج دارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر اس نے ایک جزائری عالم سے مل کر ''أشعة خاصة بنور الإسلام'' نامی کتاب بھی تصنیف کی۔ اس کتاب میں ''ناصر الدین دینیہ'' نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اپنی قوم کی زیادتیوں اور جانب دارانہ رویوں کو بہت ہی کھلے لفظوں میں بے نقاب کیا ہے۔ اس مسلم مستشرق نے فرانس میں وفات پائی، لیکن اس کی لاش کو ''جزائر'' منتقل کیا گیا اور وہیں اس کو دفن کیا گیا۔

اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے مستشرقین کے اسباب ووسائل

مستشرقین نے اپنے عقائد ونظریات اور افکار اور تحقیقات کی نشر واشاعت کے لیے ہر ممکنہ وسائل کا استعمال کیا۔ چند وسائل کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں:

(۱) مستشرقین نے مذہب اسلام، اِسلامی رجحانات وخیالات، پیغمبر اسلام اور دین اسلام کی مقدس کتاب قرآن سے متعلق مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں سے اکثر تصانیف میں نصوص وعبارات کی نقل اور تاریخی واقعات کے فہم وادراک اور ان سے نتیجہ اخذ کرنے میں ایک منظم پلان کے تحت تحریف وتبدیل اور علمی خیانت کا ثبوت دیا ہے۔

(۲) مستشرقین نے اپنے اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے دوسرا طریقہ یہ اپنایا کہ مذہب اسلام، اسلامی ممالک اور قومِ مسلم پر جو ان کی تحقیقات ہیں ان کی نشر واشاعت کے لیے خصوصی طور پر ماہ نامے جاری کیے۔

(۳) عالم اسلام میں عیسائی تبلیغی مشن کو اس طرح پیش کرنا کہ اس میں بہ ظاہر انسانی فائدہ اور خدمت خلق نظر آئے۔ مثلاً ہاسپٹل کی تعمیر، آرگنائزیشنس، اسکول، پناہ گاہ، یتیم خانے اور سرائے وغیرہ کی تعمیر اور وقتاً فوقتاً کھانے کی پارٹیوں کا اہتمام کرنا اور مسیحی نوجوانون کے لیے تنظیمیں قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

(۴) یونی ورسٹیوں اور علمی اداروں میں لکچرز کا اِہتمام کرنا۔ یہاں قابل افسوس اور باعثِ حیرت بات یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں لکچر دینے کی غرض سے اسلام کے سب سے زیادہ خطرناک، متعصب اور سخت ترین دشمن مقررین کو قاہرہ، دمشق، بغداد، رباط، کراچی، لاہور اور علی گڑھ جیسی اسلامی اور عربی یونی ورسٹیوں میں مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

(۵) مقامی اخباروں میں تحریفات پر مبنی اپنے مقالات ومضامین شائع کروانا۔ اس کے لیے انھوں نے یہ طریقہ اِختیار کیا کہ ہمارے ملکوں کے چند مقامی اخباروں کو خرید لیا۔ چناں چہ اس موضوع پر ڈاکٹر عمر فروخ اور ڈاکٹر مصطفی الخالدی کی تصنیف کردہ کتاب "التبشیر و الاستعمار" (۱) بہت ہی معلومات افزا تاریخی دستاویزوں کا مجموعہ ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ کتاب سامراجیت کے فروغ وترقی کے لیے مستشرقین اور مشنریز کی طرف سے کی گئی خدمات پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ووافی ہے۔

آئیے اسی کتاب کا ایک پیراگراف ملاحظہ کرتے چلیں!

"یعلن المبشرون أنهم استغلوا الصحافة المصرية على الأخص للتعبير عن الآراء المسيحية أكثر مما استطاعوا في أي بلد إسلامي آخر، لقد ظهرت مقالات كثيرة في عدد من الصحف المصرية، إما أجورة في أكثر الأحيان، أو بلا أجرة في أحوال نادرة۔"

"عیسائی مبلغین یہ اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عیسائی افکار ونظریات کی نشر واِشاعت کے لیے دوسرے اِسلامی ممالک کے بہ نسبت مصری صحافت کو خاص طور پر سب سے زیادہ اِستعمال کیا ہے۔ مصری اخباروں میں ان کے بہت سارے مقالات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں، یا تو اجرت کے بدلے جیسا

(۱) مذہب اسلام پر لکچر دینے کے لیے ہر پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ مسلمان کو یہ کتاب ضرور پڑھنا چاہیے۔ یہ کتاب بیروت لبنان سے دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ ماضی میں بعض سامراجیت کے حامی عناصر شام جیسے عربی اور اسلامی ملک میں اس کی اشاعت پر پابندی لگوانے کی کوششیں کر چکے ہیں۔

Marfat.com

کہ اکثر ہوتا آیا ہے یا بغیر اجرت کے جو کہ نادر ہے۔"

(۶) کانفرنسوں کو منعقد کرنا، تاکہ مستشرقین اپنے ان منصوبوں اور عزائم کو پختہ اور مضبوط کر سکیں جن کو بہ ظاہر وہ علمی تحقیقات کا نام دیتے ہیں۔ مستشرقین کی اس طرح کی منصوبہ بند کانفرنسیں ۱۷۸۳ء سے لے کر آج تک منعقد ہوتی چلی آرہی ہیں۔

(۷) اسلامک ان سائی کلو پی ڈیا تیار کرنا۔ مستشرقین اب تک اس کو کئی زبانوں میں شائع کر چکے ہیں اور اب اس کا نیا ایڈیشن بھی جاری کرنے لگے ہیں۔

۱۹۵۶ء میں جب مَیں آکسفورڈ گیا اور اسلامک اِن سائی کلو پی ڈیا کے سیکریٹری سے ملاقات کی تو اس کے دوسرے ایڈیشن کے پہلے جز پرمَیں مطلع ہوا اور اب اس کے پہلے ایڈیشن کا عربی ترجمہ شروع ہو چکا ہے۔ اب تک اس کی تیرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس اِن سائی کلو پی ڈیا کو اسلام دشمن عناصر اور متعصب قسم کے مستشرقین نے ترتیب دیا ہے، اور حقیقت بات تو یہ ہے کہ انھوں نے شہد میں زہر گھولنے کے مرادف کام کیا ہے۔ اسلام اور اس سے متعلق عقائد ونظریات کے بارے میں جھوٹی اور غلط باتوں کو بھر دیا ہے۔ نہایت ہی افسوس ناک بات ہے کہ ہمارے مذہب کے تعلیم یافتہ حضرات اس کو ایک مرجع کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں اور اس کو ثقہ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ان تعلیم یافتہ حضرات کی کوتاہی، کم علمی اور اسلامی ثقافت سے ناواقفیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یہ تھے مستشرقین کے اغراض ومقاصد اور اسباب ووسائل سے متعلق مختصر کلمات جن کو مَیں نے ابھی صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا۔

اب مَیں چاہتا ہوں کہ دورِ حاضر کے متعصب مستشرقین، غلط بیانیوں سے پُر ان کی اہم کتابوں اور ان کے ان مسموم اور اِیمان سوز اخبار ورسائل کا بھی ذکر کرتا چلوں جن کو وہ بڑے بڑے سامراجی ملکوں میں اپنے دورِ سامراجیت میں شائع کرتے رہے ہیں، تاکہ قارئین کرام مکمل طور پر اس سے اپنی تشنگی بجھا سکیں۔ (۱)

۱ مستشرقین کے اخبارات ورسائل، مشہور مستشرقین کے اسما اور ان کی کتابوں کی فہرست ڈاکٹر محمد البہی کی کتاب "المبشرون والمستشرقون وموقفھم من الإسلام" سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

مستشرقین کے اہم اخبارات ورسائل

(الف) ۱۷۸۷ء میں فرانسیسیوں نے مستشرقین کی ایک تنظیم قائم کی اور ۱۸۲۰ء میں اس کو ایک دوسری جمعیت کے ساتھ ضم کر دیا پھر اس کے زیر سرپرستی ایشین میگزین "Asian Magazine" "المجلة الآسيوية" نامی رسالہ جاری کیا۔

(ب) ۱۸۴۳ء میں لندن "London" میں مشرقی علوم کی تحقیق کی غرض سے ایک تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ بادشاہ نے بہ ذاتِ خود اس کی سرپرستی قبول کی اور اس تنظیم کی جانب سے "مجلة الجمعية الآسيوية الملكية" نام کا رسالہ شائع ہونے لگا۔

(ج) ۱۸۴۴ء میں امریکیوں نے ایک جمعیت کی بنیاد ڈالی اور "الجمعية الشرقية الأمريكية" نامی رسالہ شائع کیا۔ اسی سال جرمن کے مستشرقین نے اپنا ایک خاص رسالہ شائع کیا۔ اسی طرح آسٹریا "Austria"، اٹلی "Italy" اور "Russia" کے مستشرقین نے بھی رسالے اور ماہ نامے جاری کیے۔

(د) "مجلة جمعية الدراسات الشرقية" یہ ان رسالوں میں سے ایک ہے جن کو مستشرقین نے اسی صدی میں جاری کیا ہے۔ یہ اوہیو "Ohio" کے شہر گیمبئر "Gambier" سے شائع ہو رہا تھا، لندن "London"، پیرس "Paris" اور کناڈا "Canada" کے شہر ٹورنٹو "Toronto" میں اس کی کئی شاخیں ہیں، لیکن وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ رسالہ اب بھی شائع ہو رہا ہے یا بند ہو چکا ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان سارے رسائل کا عام رنگ ومزاج وہی سیاسی اِستشراقی مزاج ہی ہوتا ہے، اگرچہ یہ وقتاً فوقتاً بعض دینی مسائل اور خصوصی کتابوں کے بارے میں بیانات بھی

Marfat.com

جاری کرتے رہتے ہیں۔

(ھ) عصر حاضر میں امریکی مستشرقین "مجلة شئون الشرق الأوسط" اور "مجلة الشرق الأوسط" نامی رسالہ جاری کررہے ہیں اور اس کو سیاسی استشراق کے طرز پر شائع کرتے ہیں۔

(و) دورِ حاضر میں امریکی مستشرقین کا سب سے خطرناک اور زہریلا رسالہ "العالم الإسلامی" "The Muslim World" ہے۔ صمویل زویمر "Zweimer" نے ۱۹۱۱ء میں اس کی بنیاد رکھی اور اس وقت یہ رسالہ امریکہ "America" کے شہر ہارٹفورڈ "Hartford" سے شائع ہورہا ہے۔ اس رسالہ کا مدیر اعلیٰ کنیتھ کریگ "K.Cragg" نامی ایک شخص ہے اور اس رسالہ میں کھلے طور پر مشنری روح کارفرما ہوتی ہے۔

(ز) فرانسیسی مستشرقین کا بھی "The Muslim World" اسی طرح ایک رسالہ ہے جو اپنی معنویت، مشنری ورک "MIssionary Work" اور اِسلام مخالف خیالات و نظریات کے اِعتبار سے "العالم الاسلامی" نامی رسالہ سے کافی حد تک ملتا جلتا ہے۔

عصر حاضر کے متشدد مستشرقین اور ان کی اہم کتابوں کے اسما

(ا) اے۔ جے۔ اربیری "A.J.Arberry": یہ انگریز مستشرق ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کا تعصب بہت مشہور ہے۔ "دائرة المعارف الاسلامية" "The Encyclopaedia of Islam" کے لکھنے والوں میں اس کا نام سرفہرست ہے۔ اس وقت وہ کیمبرج یونی ورسٹی "Cambridgi University" میں پروفیسر ہے، اور مقامِ افسوس تو یہ ہے کہ اکثر مصری طلبا جو انگلینڈ "England" میں "الدراسات الاسلامية و اللغوية" "Islmic and Language Studies" کے فارغ ہیں، وہ ان کا استاد ہے۔ اس کی تصنیفات درجِ ذیل ہیں:

Marfat.com

نمبر شمار	اسما	سن طباعت
۱	الإسلام الیوم	۱۹۴۳ء
۲	مقدمة لتاریخ التصوف	۱۹۴۷ء
۳	التصوف	۱۹۵۰ء
۴	ترجمة القرآن	۱۹۵۰ء

(۲) الفرڈ جیوم "A. Geom": یہ بھی دورِ حاضر کا انگریز مستشرق ہے۔ اِسلام کے خلاف تعصب میں بہت مشہور ہے۔ انگلینڈ اور امریکہ کی کئی یونی ورسٹیز میں لکچر دے چکا ہے۔ اس مستشرق کی تحریر اور افکار ونظریات پر ہمیشہ عیسائی تبلیغ کا رنگ غالب رہا ہے، اور قابل افسوس بات یہ ہے کہ اکثر طلبا جنھیں مصری حکومت نے مشرقی زبانوں کی تعلیم کے لیے بھیجا ہے وہ سب اس کے شاگرد ہیں۔ اس کی مشہور و معروف تصنیف "الاسلام" ہے۔

(۳) بیرن کاراڈی ووکس "Baron Carrade Vaus": یہ فرانسیسی مستشرق ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت ہی متعصبانہ نظریہ رکھتا ہے۔ "The Encyclopaedia of Islam" کی تحریر میں بہت ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

(۴) ایچ۔اے۔آر۔گب "H.A.R.Gibb": یہ انگلینڈ کے موجودہ مستشرقین میں سب سے بڑا مستشرق ہے۔ مصر میں "المجمع اللغوی" کا ممبر رہ چکا ہے۔ فی الحال وہ امریکہ کی ہارٹفورڈ یونی ورسٹی میں "الدراسات الاسلامیة و العربیة" "Islamic and Arabic Studies" کا پروفیسر ہے۔ اس مستشرق نے اِسلامی اِن سائی کلو پی ڈیا "The Encyclopaedia of Islam" کی تحریر و اشاعت میں زبردست کردار ادا کیا ہے۔ اس کی تصنیفات کثیر تعداد میں ہیں جو بہت ہی شہرت اور اہمیت کی حامل ہیں اور یہی اس کی عظمت وشہرت کا راز بھی ہے۔ اس کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

(۱) ''طریق الإسلام'': اس کتاب کو اس نے مشترکہ طور پر تصنیف کیا ہے اور انگلش سے عربی میں ترجمہ کے بعد اس کا نام ''طریق الاسلام'' منتخب کیا گیا۔

(۲) ''الإتجاهات الحديثة فی الإسلام'' ۱۹۴۷ء میں یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ دوسرا ایڈیشن بھی نکل چکا ہے اس کتاب کا نام عربی میں ترجمہ کے بعد ''الاتجاهات الحديثة فی الإسلام'' رکھا گیا ہے۔

(۳) ''المذهب المحمدی'': یہ کتاب ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی آچکا ہے۔

(۴) ''الإسلام و المجتمع الغربی'': یہ کتاب کئی جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی تالیف میں بھی کئی حضرات شریک رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اس مستشرق کے مختلف موضوعات پر کئی مضامین اور مقالات بھی ہیں۔

(۵) گولڈ زیہر ''Gold zihar'': بہت ہی مشہورِ زمانہ مستشرق ہے۔ اس کی اِسلام دُشمنی اور اِسلام کے خلاف اس کی زہر آلود اور دل دُکھانے والی تحریریں کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ ''The Encyclopaedia of Islam'' کے لکھنے والوں میں سے ایک ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ پر اس مستشرق نے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ ''تاریخ مذهب التفسير الإسلامی'' اسی کی تصنیف ہے جس کا عربی ترجمہ اسی نام سے ہو چکا ہے۔

(۶) جون مائنرڈ ''Jone Maynard'': یہ متعصب امریکی مستشرق ہے۔ امریکی رسالہ ''مجلة جمعية الدراسات الشرقية'' کی تحریر و اِشاعت میں برابر حصہ لیتا رہا ہے، خصوصاً اس باب میں جو ان نئی کتابوں کے لیے مخصوص ہے جو اسلام اور مشرق کے ماحول و تواریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ (مزید معلومات کے لیے ۱۹۲۴ء میں جاری شدہ ماہ اپریل کے شمارہ کا بائیس واں صفحہ ملاحظہ کیجیے اور اسی رسالہ میں اپریل کے بعد شائع شدہ دو شماروں کا بھی مطالعہ کریں)

Marfat.com

(۷) ایس۔ایم۔زویمر "S.M.Zweimer": اِس مستشرق کا نام مشنریز مستشرقین میں آتا ہے۔اس کی اِسلام دشمنی کی شدت بہت معروف ہے۔یہی وہ مستشرق ہے جس نے امریکی مشنری رسالہ "العالم الإسلامی" "The Muslim World" کی بنیاد ڈالی ہے۔"الإسلام تحد لعقیدۃ" نامی اس کی مشہور کتاب ہے جو کہ ۱۹۰۸ء میں منظر عام پر آئی، اور یہی مستشرق "الإسلام" نامی کتاب کا بھی ناشر ہے جو درحقیقت اس کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جس کو اس نے ہندوستان کے مشہور تاریخی شہر لکھنؤ "Lucknow" میں ۱۹۱۱ء میں منعقد دوسری مشنری کانفرنس میں پیش کیا تھا۔اور اس کی انہیں مشنری کوششوں کے اِعزاز میں امریکی عوام نے ایک وقف بورڈ بھی قائم کیا جو اسی کے نام سے موسوم ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف عقیدے کی درس وتدریس اور مشنریز کی ٹریننگ ہے۔

(۸) عزیز عطیۃ سوریال: یہ مصری عیسائی ہے۔ایک زمانے میں یہ اسکندریہ یونی ورسٹی، اسکندریہ، مصر "Alexandria University" میں پروفیسر تھا۔لیکن اس وقت یہ امریکہ کی ایک یونی ورسٹی میں پروفیسر ہے۔اسلام اور مسلم دشمنی اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔اسلامی تعلیمات میں اس نے بہت کانٹ چھانٹ کیا ہے۔ مصر اور مسلمانوں سے دور ہونے کے سبب اِسلام دشمنی اور تحریف وتغییر کا بڑا اچھا موقع پایا ہے۔صلیبی جنگوں سے متعلق اس کی کچھ کتابیں بھی ہیں۔

(۹) جی۔فون۔گرنبم "G.Von.Grunbaum": یہ جرمنی کا اصلی باشندہ ہے اور یہودی مستشرق ہے۔امریکن یونی ورسٹی میں اس کو لکچر دینے کے لیے بلایا جاتا تھا۔حالاں کہ وہ شیکاگو یونی ورسٹی میں پروفیسر تھا۔اسلام کا کٹر دُشمن ہے۔اس کی جتنی بھی تحریریں ہیں سب بے ہودہ اور بے بنیاد باتوں سے بھری پڑی ہیں۔اس نے مسلمانوں اور اسلامی اقدار وروایات کو اپنی تحریروں میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا ہے۔بہت سارا تحریری کام بھی کیا ہے۔مستشرقین اس کو بہت پسند کرتے ہیں۔مندرجہ ذیل کتابیں اسی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں:

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن طباعت
۱	إسلام العصور الوسطى	۱۹۴۶ء
۲	الأعياد المحمدية	۱۹۵۱ء
۳	محاولات فی شرح الإسلام المعاصر	۱۹۴۷ء
۴	دراسات فی تاريخ الثقافة الإسلامية	۱۹۵۴ء
۵	الوحدة و التنوع فی الحضارة الإسلامية	۱۹۵۵ء
۶	الإسلام	۱۹۵۷ء

"الإسلام "اس کے مختلف مقالات کا مجموعہ ہے۔

(۱۰) فیلیپ ہٹی "*Ph.Hitti*": یہ لبنانی عیسائی ہے جو امریکی ہوگیا ہے۔ امریکہ میں "پرسٹون یونی ورسٹی" میں "قسم الدراسات الشرقية" کا پروفیسر تھا، بعد میں وہ اسی ڈپارٹمنٹ کا چیرمین ہوگیا اور اب وہ پنشن پر زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسلام کا بہت ہی سخت ترین دشمن ہے۔ امریکہ میں عرب مسائل کے دفاع کی نمائش کرتا ہے اور مشرقِ وسطیٰ کے معاملات کے سلسلے میں امریکی وزارتِ خارجہ کا غیر سرکاری مشیر ہے، اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ انسانی ثقافت کی تعمیر میں اسلام کے کردار کو مجروح کرے، وہ کسی بھی فضیلت وعظمت کو مسلمانوں کی طرف منسوب کرنا گوارا نہیں کرتا ہے۔ مثلاً اس نے ۱۹۴۸ء میں شائع شدہ "دائرة المعارف الأمريكية" میں "الأدب العربي" کے عنوان کے تحت صفحہ ۱۲۹ پر تحریر کیا ہے:

"و لم تبدأ أمارات الحياة الأدبية الجديدة بالظهور إلا فی القسم الأخير من القرن التاسع عشر، و كان الكثرة من قادة هذه الحركة الجديدة نصارىٰ من لبنان، تعلموا و استوحوا من جهود المبشرين الأمريكيين۔"

"اور عرب کے یہاں جدید ادبی زندگی کے آثار وعلامات اُنیس ویں صدی کے اخیر میں ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ اس نئی تحریک کے قائدین کی اکثریت

Marfat.com

لبنان کے نصاریٰ کی تھی جنھوں نے امریکن مشنریز سے تعلیم وتربیت حاصل کی اور جن کے افکار ونظریات کی تشکیل مستشرقین کی تعلیمات سے ہوئی۔"

مستشرق "فیلیپ ہٹی" کی اسلام اور مسلمانوں کی اہمیت و عظمت کو گھٹانے کی کوششیں صرف دورِ جدید ہی پر منحصر نہیں ہیں بل کہ وہ تاریخ اسلامی کے سارے ادوار پر منطبق ہوتی ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل کتابوں میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے:

(۱) "تاریخ العرب": یہ کتاب انگلش زبان میں شائع ہوئی ہے۔اب تک اس کے متعدد ایڈیشن منظرعام پر آچکے ہیں۔اس کتاب میں اسلام پر طعن و تشنیع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ مذاق وتمسخر جابہ جا نظر آتا ہے جو مؤلف کے نظریۂ بغض و حسد اور اِسلام دشمنی پر واضح دلیل ہے۔مزید معلومات کے لیے مطالعہ کیجیے کراچی پاکستان سے شائع شدہ "الإسلام" *Al-Islam* نامی انگلش رسالہ ۱۹۵۸ء ماہ اپریل کے شمارہ کا ایک سو اڑتیس واں (۱۳۸) صفحہ اور ۱۹۵۸ء ماہ مئی کے شمارہ کا ایک سو چھیالیس واں (۱۴۶) صفحہ۔اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے گئے طعن وتشنیع کو پڑھ کر دل مجروح ہوجاتا ہے۔

(۲) تاریخ سوریا۔

(۳) أصل الدروز و دیانتھم، سن طباعت ۱۹۲۸ء

(۱۱) اے۔جے۔ویسنک "*A.J.Wensink*": اِسلام اور پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی کٹر دشمن ہے۔"المجمع اللغوی المصری" کا ایک زمانے میں رکن تھا،لیکن جب ڈاکٹر حسین الھواری (جو "المستشرقون و الإسلام" نامی کتاب کے مصنف ہیں۔سن طباعت ۱۹۳۶ء) نے اس کی بدنیتی کے بارے میں مسئلہ اٹھایا تو اسی مسئلہ کے بعد اسے "المجمع اللغوی المصری" کی رُکنیت سے برطرف کردیا گیا۔یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب "ویسنک" مستشرق نے قرآنِ مقدس اور رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی رائے کا اِظہار کرتے ہوئے یہ دعوٰی کیا کہ محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے پہلے دینی اور فلسفیانہ قسم کی کتابوں کے نچوڑ اور خلاصہ سے قرآن کی تالیف کی ہے۔ مزید معلومات کے لیے "المستشرقون و الإسلام" صفحہ ۱۷ر اور اس کے بعد کے اوراق کا مطالعہ کریں۔ ۱۹۳۲ء میں "وینسنک" کی "عقیدۃ الإسلام" نامی شائع ہونے والی کتاب انہیں بے بنیاد دعووں پر مشتمل ہے جو بہت ہی مشہور ومعروف ہے۔

(۱۲) کینتھ کریگ "K.Cragg": یہ بہت بڑا مسلم دشمن اور متعصب قسم کا امریکی مستشرق ہے۔ ایک عرصہ تک اس نے امریکن یونی ورسٹی، قاہرہ، مصر "American University Cairo Egyp" میں درس وتدریس کا کام انجام دیا ہے اور اس وقت وہ امریکی مشنری رسالہ "العالم الإسلامی" کا مدیر اعلیٰ ہے اور ہارٹفورڈ یونی ورسٹی "Hartford University" کے "قسم اللاھوت المسیحی" "Department of Christian Theorology" کا چیرمین اور مشنریز کا مربی ہے۔ ۱۹۵۶ء میں شائع ہونے والی "دعوۃ المئذنۃ" نامی کتاب اسی مستشرق کی تالیف ہے۔

(۱۳) لوئی میسگنن "L.Massignon": موجودہ دور کے فرانسیسی مستشرقین میں سب سے بڑا مستشرق ہے۔ نارتھ افریقہ "North Africa" میں "منسٹری آف فرانسیسی کالونیز" کا مشیر ہے اور مصر میں جو سرگرم فرانسیسی مشنری تنظیمیں قائم ہیں ان کا وہ روحانی سرپرست ہے۔ اِسلامی دنیا کا وہ کئی بار دورہ کر چکا ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں پانچ سال تک فرانسیسی فوج میں ملازمت کی ہے۔ مصر میں "المجمع اللغوی" اور دمشق شام میں "المجمع العلمی العربی" کا ممبر رہ چکا ہے۔ فلسفہ اور اِسلامی تصوف پر اس نے تخصص کیا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں شائع ہونے والی "الحلاج الصوفی الشھید فی الإسلام" نامی کتاب اسی کی تصنیف ہے۔ فلسفہ اور تصوف پر اس کی دوسری کتابیں اور تحقیقات بھی ہیں۔ "The Encyclopaedia of Islam" کے لکھنے والوں میں اس کا نام سرفہرست ہے۔

Marfat.com

(۱۴) ڈی۔بی۔میکڈونلڈ "D.B.Macdonald": یہ امریکی مستشرق ہے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متشدد اور متعصب قسم کے مستشرقین میں سے ایک ہے۔اس کی تحریروں میں جگہ جگہ مشنری روح کا جلوہ نظر آتا ہے۔ "The Encyclopaedia of Islam" کے اہم قلم کاروں میں سے ہے۔اس کی چند کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) "تطور علم الكلام و الفقه و النظرية الدستورية في الإسلام" سن طباعت ۱۹۰۳ء

(۲) "الموقف الديني و الحياة في الإسلام" سن طباعت ۱۹۰۸ء

(۱۵) ایم۔گرین "M.Green" "الشرق الأوسط" نامی رسالہ کا سیکریٹری ہے۔

(۱۶) مجید قدوری: یہ عراقی عیسائی ہے۔واشنگٹن میں "جون ہوبکنز یونی ورسٹی" میں "قسم دراسات الشرق الأوسط" کا چیرمین اور "معهد الشرق الأوسط للأبحاث و التربية" کا مدیر ہے۔اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس مستشرق کے دل میں حسد وتعصب اور بغض وکینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔اس کی ایک کتاب بہ نام "الحرب و السلام في الإسلام" ۱۹۵۵ء میں منظر عام پر آئی تھی جو طعن و تشنیع اور غلطیوں سے پُر تھی۔اس نے دوسرے مقالات ومضامین بھی تحریر کیے ہیں۔

(۱۷) ڈی۔ایس مرگولیوتھ "D.S.Margoliouth": یہ انگریز مستشرق ہے۔اسلام کے خلاف بہت متعصبانہ نظریہ رکھتا ہے۔ "The Encyclopaedia of Islam" کے قلم کاروں میں سے ہے۔مصر میں "المجمع اللغوي" اور دمشق (شام) میں "المجمع العلمي" کا رکن تھا۔اس کی معروف کتابیں درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	اسمائے کتب	سن طباعت
۱	التطورات المبكرة في الإسلام	۱۹۱۳ء
۲	محمد و مطلع الإسلام	۱۹۰۵ء
۳	الجامعة الإسلامية	۱۹۱۲ء

Marfat.com

(۱۸) آر۔اے۔نیکلسن "R.A.Nickolson": انگلینڈ میں اپنے دور کے مستشرقین میں سب سے بڑا مستشرق تھا۔"The Encyclopaedia of Islam" کی تحریر میں یہ بھی پیش پیش تھا۔فلسفہ اور اسلامی تصوف میں اس نے تخصص کیا تھا۔مصر میں "المجمع اللغوی" کا رُکن تھا۔یہ اسلام کو روحانی مذہب نہیں تسلیم کرتا تھا بلکہ اِسلام کو مادیت سے متصف کرتا تھا اور اس کا نظریہ ہے کہ اسلام میں انسانی عظمت کا فقدان ہے۔اس کی چند کتابیں درج کی جاتی ہیں:

(۱) متصوفو الإسلام — سن طباعت ۱۹۱۰ء

(۲) التاریخ الأدبی للعرب — سن طباعت ۱۹۳۰ء

(۱۹) ہارفلی ہول: یہ امریکی رسالہ "مجلة الشرق الأوسط" کا مدیر اعلیٰ ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے سیاسی اور دورِ جدید کے ثقافتی اُمور میں دل چسپی رکھنے والے رسائل میں سے ایک اہم رسالے کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔

(۲۰) ہنری لیمنز "H.Lammens": فرانس کا باشندہ ہے جو ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۷ء میں اِنتقال کیا۔"The Encyclopaedia of Islam" میں اس کی بھی تحریر ہے۔اسلام کے خلاف بہت زیادہ تعصب رکھتا ہے اور بہت ہی کینہ پرور شخص ہے۔کذب بیانی، اِفترا بازی اور اِسلام دشمنی میں اِس قدر تجاوز کرگیا کہ خود مستشرقین اس سے تنگ ہوگئے۔مثلاً ملاحظہ فرمائیں ۹ر جنوری ۱۹۲۵ء میں شائع شدہ امریکی رسالہ "مجلة جمعية الدراسات الشرقية" کی پہلی جلد کا صفحہ ۱۵ اور ۱۶ر آپ بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس قدر اس نے اِفراط وغلو سے کام لیا ہے۔فرانسیسی زبان میں اس کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) "الإسلام" (۲) "الطائف"

(۲۱) جوزف شاخت "J.Schacht": یہ جرمن مستشرق ہے۔اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت ہی متشدد اور متعصب قسم کا مستشرق ہے۔فقہ اسلامی اور اُصولِ فقہ کے

Marfat.com

موضوع پر اس کی کئی ایک کتابیں ہیں۔ ان سائی کلوپی ڈیا آف اسلام "*The Encyclopaedia of Islam*" اور ان سائی کلوپی ڈیا آف شوشل سائنسیز "*Encyclopaedia of Social Sciences*" کے مشہور قلم کاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ کتاب "أصول الفقه الإسلامی" ہے۔

چند زہر آلود کتابوں کے اسما
جو بعض لوگوں کے نزدیک علمی حیثیت کی حامل ہیں

(۱) ان سائی کلوپی ڈیا آف اِسلام "*The Encyclopaedia of Islam*": دُنیا کی مختلف زندہ زبانوں میں اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں اور آج بھی اس کے ایڈیشن مسلسل نکل رہے ہیں۔ بعض حصوں کی نئی طباعت ابھی آئی ہے۔

(۲) شارٹر ان سائی کلوپی ڈیا آف اِسلام "*Shorter Encyclopaedia of Islam*"

(۳) ان سائی کلوپی ڈیا آف ریلیجین اینڈ ایتھکس "*Encyclopaedia of Religion and Ethices*"

(۴) اِسلامی موضوعات سے متعلق مقالات ان سائی کلوپی ڈیا آف سوشل سائنسیز "*Encyclopaedia of Social Sciences*"

(۵) اِسلام اور عرب سے متعلق موضوعات: "دراسة فی التاریخ" یہ آرنلڈ ٹوینبی "*A. Toynbee*" کی تصنیف ہے جس میں اِسلام اور پیغمبر اِسلام سے متعلق بھی ایک باب ہے۔

اِسلام اور عرب کے موضوع پر مستشرقین کی کتابیں

۱ حیاۃ محمد: ولیم میور *W.Muir*

Marfat.com

۲ الإسلام: الفرڈ جیوم A.Geom

۳ دین الشیعة: ڈی۔ایم۔ڈونلڈسن D.M.Donaldson

۴ تاریخ شارال الکبیر: بشپ ٹرپن Bishop Turpin

۵ الإسلام: ہنری لیمنز H.Lammens۔بہ زبان فرانسیسی

۶ الإسلام تحت العقیدة: ایس۔ایم۔زویمر S.M.Zweimer۔بہ زبان انگلش

۷ دعوة المئذنة: کینتھ کریگ K.Cragg۔بہ زبان انگلش

۸ الإسلام الیوم: اے۔جے۔آربری A.J.Arberry۔بہ زبان انگلش

۹ ترجمة القرآن: اے۔جے۔آربری۔انگلش ترجمۂ قرآن

۱۰ تاریخ مذاهب التفسیر الإسلامی: گولڈ زیہر Gold zihar۔بہ زبان جرمنی شائع ہوئی ہے اور عربی میں ترجمہ ہوا ہے۔

۱۱ تاریخ العرب: فیلیپ ہٹی Ph.Hitti۔انگلش اور عربی زبان میں شائع ہوئی ہے، اب تک اس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

۱۲ الیهودیة فی الإسلام: ابراہام کاش۔بہ زبان انگلش

۱۳ عقیدة الإسلام: اے۔جے۔وینسنک A.J.Wensink۔بہ زبان انگلش

۱۴ الحلاج الصوفی الشهید فی الإسلام: لوی میسگنن L.Massignon۔بہ زبان فرانسیسی

۱۵ الحرب و السلام فی الإسلام: مجید قدوری۔بہ زبان انگلش

۱۶ تطور علم الکلام و الفقه و النظریة الدستوریة فی الإسلام: ڈی۔بی۔میکڈونلڈ D.B.Macdonald۔بہ زبان انگلش

۱۷ الإتجاهات الحدیثة فی الإسلام: ایچ۔آر۔گب H.R.Gibb۔اصل کتاب انگریزی میں ہے اور عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

۱۸ طریق الإسلام: ایچ۔آر۔گب۔اس کتاب کو مستشرین کی ایک ٹیم نے

Marfat.com

انگریزی زبان میں ترتیب دیا ہے۔اب اس کا عربی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مستشرق گب نے اِس کتاب میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

۱۹ التصوف فی الإسلام: آر۔اے۔نیکلسون ***R.A.Nicholson***۔انگریزی زبان میں شائع ہوئی ہے اور عربی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔

۲۰ مصادر تاریخ القرآن: آرتھر جیفری ***Arthur Jeffry***۔بہ زبان انگلش

۲۱ أصول الإسلام فی بیئته المسیحیة: آر۔بل ***R.Bell***۔بہ زبان انگلش

۲۲ مقدمة القرآن: آر۔بل۔بہ زبان انگلش

۲۳ التطورات المبکرة فی الإسلام: ڈی۔ ایس۔ مرگولیوتھ ***D.S.Margoliouth*** بہ زبان انگلش

۲۴ محمد و مطلع الإسلام: ڈی۔ایس۔مرگولیوتھ۔بہ زبان انگلش

۲۵ الإسلام: ڈی۔ایس۔مرگولیوتھ۔بہ زبان انگلش

۲۶ الجامعة الإسلامیة: ڈی۔ایس۔مرگولیوتھ۔بہ زبان انگلش

۲۷ قنطرة إلی الإسلام: اریک۔بیتمان۔بہ زبان انگلش

۲۸ إسلام العصور الوسطی: جی۔وون۔گرینبم ***G.Von.Grunebaum***۔ بہ زبان انگلش

۲۹ الإسلام: جی۔وون۔گرینبم۔یہ کتاب دراصل اس مستشرق کے ان مختلف مقالات کا مجموعہ ہے جو انگلش زبان کے مختلف ماہ ناموں میں شائع ہو چکے ہیں۔

۳۰ الأعیاد المحمدیة: جی۔وون۔گرینبم۔بہ زبان انگلش

۳۱ الوحدة و التنوع فی الحضارة الإسلامیة: جی۔وون۔گرینبم۔بہ زبان انگلش

۳۲ دراسات فی تاریخ الثقافة الإسلامیة: جی۔وون۔گرینبم۔بہ زبان انگلش

۳۳ محاولات فی شرح الإسلام المعاصر: جی۔وون۔گرینبم۔یہ کتاب بھی اس مستشرق کے مختلف مقالات کا مجموعہ ہے جو بہ زبانِ انگلش شائع ہوئی ہے۔

Marfat.com

مستشرقین کے نزدیک تحقیق کے پیمانے

جمہور مستشرقین جب اِسلامی شریعت پر کچھ تحریر کرتے ہیں تو بحث وتحقیق کا نہایت ہی عجیب وغریب پیمانہ اِختیار کرتے ہیں، جب کہ میدانِ تحقیق میں یہ بات معروف ہے کہ ایک مخلص عالم یا اسکالر جب کسی چیز کی تحقیق کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے تمام ذاتی خواہشات ومیلان سے خالی ہو کر انہی نصوص ومراجع کی تلاش وجست جُو میں رہتا ہے جن کی ثقاہت اہل علم کے نزدیک مسلم ہے اور جب وہ بحث وتحقیق اور مقارنہ کے بعد کسی خاص نکتہ پر پہنچتا ہے تو وہ اس کے نزدیک ایسا حتمی نتیجہ ہوتا ہے کہ جس کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

لیکن ان مستشرقین کا حال تو یہ ہے کہ یہ پہلے ہی اپنے ذہن میں ایک معین فکر رکھ کر اس کے اثبات کے لیے دلائل کا بے محل استعمال کرتے ہیں اور دلائل کے تتبع کے دوران ان کی صحت کی فکر اتنی نہیں ہوتی ہے جتنی کہ ان کو اپنے شخصی آرا کو مستحکم کرنے کے لیے ان دلائل وبراہین سے استفادہ کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ اور اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ کسی جزئی واقعہ سے امر کلی کا اِستنباط کرتے ہیں اور اس طرح کے مقامات پر بہت ہی زیادہ شش وپنج میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر نفس پرستی اور ذاتی اغراض ومقاصد کا دخل نہ ہو تو ان کی ذات کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ساتھ ہی صحیح نتیجے تک وصول بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ بعض مثالیں اِطمینانِ قلب کے لیے پیش کر رہا ہوں:

(۱) مشہورِ زمانہ مستشرق ''گولڈزیہر'' نے اپنے زعم فاسد (کہ احادیث نبویہ کا مجموعہ ہجرت کی پہلی تین صدیوں کی کارکردگی کا نتیجہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث کی روایت صحیح نہیں ہے، اور شرعی احکام اِبتدائے اِسلام میں عام مسلمانوں کے مابین

Marfat.com

معروف نہیں تھے، اور بڑے بڑے ائمۂ کرام شریعتِ اِسلامیہ اور تاریخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نا آشنا تھے) کو ثابت کرنے کے لیے بے اِنتہا کوشش کی اور اِس سلسلے میں بعض غیر معتبر اور مختلف فیہ روایتوں کو اکٹھا کیا، ان جمع کردہ روایتوں میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس کو ''گولڈ زیہر'' نے ''دمیری'' کی کتاب ''الحیوان'' سے نقل کیا ہے کہ ''امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ علم نہیں تھا کہ معرکۂ بدر اور اُحد میں سے کس کا وقوع پہلے ہوا ہے۔''

بلا شک وشبہہ تاریخ پر ادنیٰ نظر رکھنے والا شخص بھی اس طرح کی روایتوں کا علم رکھتا ہے اور بیان کرتا پھرتا ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان مشہور ومعروف ائمہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے اپنی فقہی کتابوں میں احکامِ حرب پر بہت ہی شرح وبسط کے ساتھ کلام کیا ہے، اسی طرح اگر آپ کے تلامذہ حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ (جنھوں نے آپ کے علم کی نشر واشاعت میں عظیم کردار ادا کیا ہے) کی کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو اسلامی جنگوں کے ہزاروں واقعات ملیں گے، اور عقلاً تو یہ بات ناممکن ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نا آشنا تھے جب کہ احکامِ حرب میں آپ کی فقہ کا دار ومدار سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے۔ اس مقام پر مناسب ہے کہ ہم اس موضوع سے متعلق فقہ حنفی میں ان دو اہم کتابوں کا ذکر کرتے چلیں جو مذہب اِسلام میں عالمی قوانین کے موضوع پر تالیف کی گئی کتابوں میں عظیم اہمیت کی حامل ہیں:

(۱) ''کتاب الرد علیٰ سیر الأوزاعی'': یہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے۔

(۲) ''کتاب السیر الکبیر'': یہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ہے۔ اور اس کی شرح امام سرخسی نے لکھی ہے۔ یہ کتاب بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر فقہ اسلامی کے اہم اور قدیم مراجع میں سے ہے، اس کتاب کی آخری طباعت عرب لیگ یونی ورسٹی کی نگرانی میں ''جمعیۃ محمد بن حسن الشیبانی

Marfat.com

للحقوق الدولية "کی فرمائش پر ہوئی ہے۔

ان دونوں کتابوں میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ آپ کے اس علم کے حامل ہیں جو علم کہ عہد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہد خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں واقع اسلامی جنگوں کی تاریخ پر مطلع ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

"گولڈزیہر" جیسے مستشرق پر ان دونوں کتابوں کی حقیقت مخفی نہیں ہوگی ضرور باخبر ہوگا، اگر وہ حق کا متلاشی ہوتا اور سیرت نبوی پر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی واقفیت اور عدمِ واقفیت پر صحیح معنوں میں مطلع ہونا چاہتا تو کتاب "الحیوان" میں مذکور "دمیری" کی روایت کا سہارا نہ لیتا یہ جانتے ہوئے کہ دمیری مؤرخ نہیں ہے اور اس کی کتاب فقہ و تاریخ کے موضوعات سے جداگانہ ہے، کیوں کہ دمیری تو ایسا شخص ہے جو اپنی کتاب میں ہر اس واقعہ کو لکھ ڈالتا ہے جو نادر اور دل چسپ ہوتا ہے، وہ تو ذرہ برابر توجہ نہیں دیتا ہے کہ واقعہ کی صحت کیا ہے۔ نیز یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے معاصرین و مقلدین کے مابین کافی چپقلش تھی اور فکری طور پر آپس میں بہت کشیدگی تھی اور یہ دوری اور دشمنی راویوں اور مصنفین حکایات کے لیے زہر ہلاہل کے مثل تھی، خاص طور پر ان حکایات کے باب میں جن میں سے بعض تو آپ کی قدر و منزلت کا پتہ دیتے ہیں اور بعض آپ کی شان و عزت کی قلت پر دلالت کرتے ہیں، اور اکثر موضوع و من گھڑت ہیں جو کہ علما اور مفکرین کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔

گویا کہ "گولڈزیہر" نے ان تمام چیزوں سے اعراض کی جو سیرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر علمی اسلوب میں تحریر کی گئی ہیں اور اپنے دعوے (کہ احادیث نبویہ کو مسلمانوں نے پہلی تین صدیوں میں تیار کیا ہے) کو مضبوط کرنے کے لیے ایسی جھوٹی روایت پر اعتماد کیا کہ اگر ادنیٰ طالب علم بھی سن لے تو ہنستے ہنستے لوٹ پڑے گا۔

(۲) دوسری مثال بھی مستشرق "گولڈزیہر" ہی سے متعلق ہے، کتب جرح وتعدیل اور کتب

Marfat.com

تواریخ کا اس پر اِتفاق ہے کہ حضرت امام محمد بن مسلم بن شہاب الدین زہری رضی اللہ عنہ (۵۰۔ ۱۲۴ھ) ایک سچے، امین، دین دار، زاہد اور متقی شخص تھے، لیکن ''گولڈ زیہر'' نے ان سارے حقائق سے رُوگردانی کرتے ہوئے یہ دعوٰی کر دیا کہ امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اموی خلفا کی شان میں حدیثیں گھڑتے تھے اور حدیث ''لا تشد الرحال إلا إلیٰ ثلاثة مساجد'' (۱) کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ آپ نے عبد الملک بن مروان کے لیے وضع کیا ہے اور بہ طور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ یہ حدیث امام زہری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہ عبد الملک بن مروان کے معاصر تھے۔ مَیں نے اس قضیہ کو اپنی کتاب ''السنة و مکانتها فی التشریع الإسلامی'' میں تفصیلی طور پر لکھا ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ''گولڈ زیہر'' کے باطل دعووں کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔

(۳) مستشرقین عرب فاتحین کو عجمی مسلمانوں سے بلند رُتبہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی شان و عزت کو گھٹا کر پیش کرتے ہیں۔ اِس بارے میں مستشرق ''بروکلمان'' اپنی کتاب ''تاریخ الشعوب الإسلامیة'' میں تحریر کرتا ہے:

''وإذا کان العرب یؤلفون طبقة الحاکمین، فقد کان الأعاجم من الجهة الثانیة هم الرعیة أی القطیع! و جمعها رعایا کما یدعوهم تشبیه سامی قدیم کان مألوفا حتی عند الآشوریین۔''

''جب اہل عرب حاکموں کو طبقات میں تقسیم کر رہے تھے تو دوسری طرف عجمی حضرات ہی رعایا یعنی 'ریوڑ' تھے۔ 'رعیة' کی جمع 'رعایا' ہے جیسا کہ عرب عجمیوں کو پکارتے ہیں۔ یہ قدیم سامی تشبیہ ہے جس کا استعمال آشوریوں کے دور میں بھی تھا۔''

آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ اس مستشرق نے کس طرح ان تمام تاریخی حقائق سے چشم پوشی کی

۱ صحیح بخاری، جلد:۱، ص: ۲۲۲، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة و المدینة، باب فضل الصلاة (۱)، حدیث نمبر:۱۱۹۸، مطبوعہ: جمعیة المکنز الاسلامی، قاہرہ، مصر، سن اشاعت: ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

Marfat.com

ہے جو کہ اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ عرب فاتحین ہمیشہ عادلانہ رویہ اِختیار کرتے تھے اور تمام افراد کے ساتھ عربی اور غیر عربی میں بلاتفریق وامتیاز کے یکساں معاملہ کرتے تھے۔ لیکن اس مستشرق نے لفظ ''رعیۃ'' سے لغوی معنی اخذ کر کے ان کے ساتھ جوڑ دیا اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ مسلمان عجمیوں کو اسی نظر سے دیکھتے تھے جیسے بکری کے ریوڑ کو دیکھا جاتا ہے۔

لیکن جب ہم عربی لغات میں ''رعی'' کے مادّے پر نظر دوڑاتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ معنی نہیں جو کہ ''بروکلمان'' نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ آئیے دیکھیں! ''القاموس المحیط'' میں ہے کہ راعی کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو اپنی قوم کے معاملہ کا ذمہ دار ہوتا ہے اور قوم رعیت کی منزل میں ہوتی ہے، اور ''راعیتہ'' کا معنی ہے: ''مَیں نے اس کا خیال کیا بہ نظر احسان'' اور ''راعیت أمرہ'' کا معنی ہے: ''مَیں نے اس کی حفاظت کی جیسے کہ اس کی نگہ بانی کی۔''

اب اس لغوی تشریح کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جارہی ہے کہ لغت میں ''راعی'' کا اطلاق بکری کے چرواہے پر بھی ہوتا ہے اور قوم کے سردار پر بھی، اسی طرح ''رعیۃ'' کا اِطلاق ریوڑ پر بھی ہوتا ہے اور قوم پر بھی، اور ''رعایۃ'' کا معنی حفاظت اور احسان ہے۔

اسلام نے جب بھی قوم کے لیے لفظ ''رعیۃ'' کا اِستعمال کیا ہے تو اسے کبھی بھی عجمیوں کے ساتھ خاص نہیں کیا ہے بلکہ اسے مطلقاً پوری قوم کے لیے استعمال کیا ہے تو پھر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے کہ اس لفظ کا استعمال عجمیوں کو جانوروں کی ریوڑ سے تشبیہ دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مشہور و معروف حدیثیں کثرت سے وارد ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ صحیح حدیث سے بھی یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ چناں چہ ارشادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

''ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته فالإمام الذی علی الناس راع و هو مسئول عن رعیته و الرجل راع علی أهل بیته و هو مسئول عن رعیته، و المرأة راعیة علی أهل

Marfat.com

بیت زوجها و ولده و هی مسئولة عنهم، و عبد الرجل راع علی مال سیده و هو مسئول عنه، ألا فکلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔"(۱)

"سنو! تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر حاکم اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے، چناں چہ وہ حاکم جو لوگوں پر متعین ہے وہ ان کا نگہبان ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے مرد اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اور وہ ان کا ذمہ دار ہے۔ عورت اپنے شوہر کے اموال و اولاد کی نگہبان ہے اور وہ ان کی ذمہ دار ہے۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہے، اے لوگو! سنو! اسی طرح تم میں ہر ایک فرد نگہبان ہے اور اپنی ذمہ داریوں کا جواب دہ ہے۔"

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "فتح الباری" کی تیرھویں جلد کے صفحہ ۴۵۸ پر اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"و الراعی هو الحافظ المؤتمن الملتزم صلاح ما أوتمن علی حفظه فهو مطلوب بالعدل فیه و القیام بمصالحه۔"(۲)

"اور لفظ راعی کا معنیٰ نگہبان امانت دار اور اپنی زیر امانت اشیا کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، اور اسی وجہ سے اس کی ذمہ داریوں میں انصاف پسندی اور خیر خواہی کا معاملہ کرنا بھی داخل ہے۔"

ایک دوسری حدیث بھی ملاحظہ فرماتے چلیں کہ جس میں لفظ "رعیة" کا استعمال تمام مسلمانوں پر بہ شمول عرب وعجم آیا ہے اور جس کو امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

---

۱ صحیح بخاری، جلد:۳، ص:۱۴۴۳، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیة (۸)، حدیث نمبر:۶۷۳۹

۲ فتح الباری، علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، جلد:۱۶، ص:۴۵۸، کتاب الاحکام، باب (۱)، مطبوعہ: دار ابی حیان، قاہرہ، مصر، طباعت اول:۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۶م

Marfat.com

"ما من وال یلی رعیة من المسلمین فیموت وھو غاش لھم إلا حرم اللہ علیہ الجنة۔"(۱)

"جو بھی حاکم مسلم رعایا کی حاکمیت کر رہا ہو اور ان کی حق تلفی کرتے ہوئے اس کی موت آجائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔"

اب ذرا غور فرمائیں کہ "بروکلمان" نے ان سارے حقائق سے کس طرح چشم پوشی کی ہے اور اپنی علمی امانت کے لیے اس بے بنیاد اور باطل دعویٰ (کہ عرب مسلمانوں نے عجمی مسلمانوں کو ریوڑ کی سی نگاہ سے دیکھا ہے اور عربوں نے صرف انہیں پر لفظ "رعیة" کا استعمال کیا ہے) کو کیسے روا رکھا ہے جب کہ "بروکلمان" کے پاس اس دعوٰی کی صرف اس کے علاوہ کوئی سند اور اصل نہیں ہے کہ لفظ "رعیة" کا استعمال بکری کے لیے بھی ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا عبارتوں سے لفظ "رعیة" کا لغوی معنی بہ خوبی واضح ہو چکا ہے، لہٰذا اب لفظ "رعیة" کو عجمیوں کے ساتھ خاص سمجھنا "بروکلمان" کی اپنی خواہشات کی تکمیل کے سوا کچھ نہیں ہے، کیوں کہ نہ تو اس کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی کوئی ایسا اِشارہ ملتا ہے جس سے ذہن اس کی طرف ملتفت ہو۔

(۴) چوتھی مثال جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مستشرق "مایور" نے یہ دعوٰی کیا ہے (جیسا کہ اس دعوٰی کو مستشرق ڈی۔ایس۔مرگولیوتھ "D.S.Margoliouth" سے نقل کیا ہے) کہ عرب کے بدو فصاحت و بلاغت کی تعلیم کا بہت اِہتمام کرتے تھے اس لیے کوئی بعید نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عربی زبان میں کوشش کی ہو اور فصاحت و بلاغت میں آپ کو غیر معمولی مہارت ہوگئی ہو۔

مستشرق کے اس قول سے دو باتیں منکشف ہوتی ہیں:

ایک تو یہ کہ مستشرقین کے نزدیک کسی بھی مسئلہ کی تحقیق کا پیمانہ ان کے اپنے خیالی پیداوار پر منحصر ہوتا ہے اگرچہ وہ حقیقت واقعہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اہل عرب کا حال تو یہ تھا

---

۱ صحیح بخاری، جلد:۳،ص:۱۴۴۳، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیة (۸)، حدیث نمبر:۷۲۳۹

Marfat.com

کہ وہ فصاحت و بلاغت کی تعلیم ہی نہیں حاصل کرتے تھے، اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسے مدارس اور اساتذہ تھے جو اس کے قواعد وضوابط وضع کرتے اور نہ ہی قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت و بلاغت کی تعلیم وتعلم لوگوں میں معروف ہوئی۔ ہمارے پاس تو کوئی ایک نص بھی نہیں ہے جو اس دعوٰی کو ثابت کر سکے، البتہ اس کا ثبوت ضرور ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بعثت اور قبل نزولِ قرآن نظم ونثر کی کوئی بات منقول نہیں ہوئی۔

دوسری بات یہ کہ مستشرقین کے نزدیک بحث وتنقید کے بنیادی اصولوں میں سے ایک تیسری اصل یہ بھی ہے کہ وہ مستشرقین جن اسباب وعلل اور حوادث و واقعات کی تحقیق کرتے ہیں ان میں افراط وغلو سے پُر ایسی نت نئی باتیں پیش کرتے ہیں جن کی توہم اور تعصب کے سوا کوئی حقیقت اور اصل نہیں ہوتی ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ وہ مشرق، عرب اور مسلمانوں کے متعلق مشرق وعرب کی عادات وتقالید اور رسم ورواج کے واقعات کو اپنے مغربی خیالات ونظریات کی روشنی میں دیکھتے ہیں، وہ یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ہیں کہ ہر ایک ماحول کا اپنا اپنا طرزِ زندگی، ذوق اور پیمانہ ہوتا ہے اور ہر قوم کے اپنے اپنے رسم ورواج ہوتے ہیں۔

فرانسیسی مسلم مستشرق ''ناصرالدین دینیہ'' نے مستشرقین کے انداز و اسلوب اور علمی پیمانے پر بہت اچھی بات کہی ہے۔ چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ مستشرقین جب بھی کسی چیز پر حکم لگاتے ہیں یا کسی چیز کی تحقیق میں کوئی رائے قائم کرتے ہیں تو سارے مستشرقین کے آراء و افکار میں اس قدر باہم تضاد اور تناقض پایا جاتا ہے کہ بحث وتحقیق کی دنیا میں جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے یوروپین خیالات ونظریات کے تناظر میں سیرتِ محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء اور ظہورِ اسلام کی تاریخ کا جائزہ لینے کی کوشش کی تو ضلالت وگم راہی کے دَل دَل میں اس طرح پھنسے کہ آج تک نہ نکل سکے۔ کیوں کہ مشرق و مغرب کی عادات وتقالید، خیالات ونظریات، تہذیب وثقافت اور معاملات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یوروپین طرزِ تفکر ہی ہے جو اسلام اور مشرق کے انبیاے کرام علیہم

Marfat.com

اسلام کی تاریخ کے بارے میں انہیں کسی صحیح نتیجے پر نہ پہنچا سکا۔

مسلم مستشرق ''ناصر الدین دینیہ'' مزید یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں جن آراء و نظریات پر جمہور مسلمانوں کا اتفاق ہے ان کے خاتمے کے لیے مستشرقین نے یوروپین طرزِ تحقیق پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر تنقید کرنے کی کوشش کی اور تقریباً ایک صدی اپنے دعووں کی تنقیح و تدقیق میں صرف کر دی، ایسی صورت میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تحقیق و تدقیق میں اتنا طویل عرصہ صرف کرنے کے بعد سیرتِ نبویہ کے متعلق مشہور روایات اور متفقہ آراء و افکار کو منہدم کرنے پر قادر ہو جاتے، لیکن ان تمام تر کوششوں کے باوجود کیا وہ کچھ کر سکے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

بل کہ ہوا یہ کہ جب ہم نے فرانس، انگلینڈ، جرمنی، بلجیئم اور ہالینڈ وغیرہ کے مستشرقین کی پیش کردہ جدید آراء و افکار کا باریک بینی سے مطالعہ کیا تو خبط و جنون اور من گھڑت قصوں کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ان کی باتوں اور آرا میں کس طرح تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک مستشرق کوئی بات ثابت کر رہا ہے تو دوسرا اس کی تردید کرتا ہوا نظر آتا ہے اور اگر دوسرا کوئی بات ثابت کر رہا ہے تو تیسرا اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اور یہی حال سارے مستشرقین کا ہے۔ مسلم مستشرق ''ناصر الدین دینیہ'' نے اپنے کلام کے اختتام پر ان تناقضات کی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ چناں چہ کہتے ہیں:

''و إن أردنا استقصاء هذه التناقضات التي نجدها بين تمحيصات هو المحصين بزعمهم يطول بنا الأمر، و لا نقدر أن نعرف أية حقيقة، و لا يبقى أمامنا إلا أن نرجع إلى السير النبوية التي كتبها العرب، فأما المؤلفون الذين زعموا أنهم يريدون ترجمة محمد بصورة علمية شديدة التدقيق فلم يتفقوا منها و لو على نقطة مهمة و برغم جميع ما نقبوه و نقروه و حاولوا كشفه بزعمهم، فلم يصلوا و لن

Marfat.com

يصلوا إلا إلى تمثيل أشخاص فى تلك السيرة ليسوا أعرق فى الحقيقة الواقعية من أبطال أقاصيص 'فالترسكوت' و 'أسكندر رتوماس' فهؤلاء القصاص تخيلوا أشخاصاً من أبناء جنسهم يقدرون أن يفهموهم، و لم يلحظوا إلا اختلاف الأدوار بينهم، أما أولئك المستشرقون فنسوا أنه كان عليهم قبل كل شىء أن يسدوا الهوة السحيقة التى تفصل بين عقليتهم الغربية و الأشخاص الشرقيين الذين يترجمونهم، و أنهم بدون هذه الملاحظة جديرون بأن يقعوا فى الوهم فى كل نقطة۔"(۱)

"اور اگر ہم ان بہ زعمِ خویش محققین کی تحقیقات میں واقع تناقضات کا تفصیلی جائزہ لینا چاہیں تو بات بہت طویل ہو جائے گی اور ہم کسی حقیقت تک نہیں پہنچ پائیں گے، اس لیے ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ ہم سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں عرب مؤرخین کا سہارا لیں۔ جہاں تک ان نام نہاد سیرت نگاروں کی بات ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے باب میں نہایت ہی دقیق اور علمی اسلوب میں تحقیق کے دعوے دار ہیں تو ان کا حال تو یہ ہے کہ اتنی تحقیق و جست جُو اور جاں فشانی کے باوجود آج تک کسی ایک مشہور و معروف بات پر بھی آپس میں متفق نہ ہو سکے۔ صرف اور صرف ان سے اتنا ہو سکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو اپنے ملک کی ان نمایاں شخصیتوں کے تناظر میں دیکھا جو درحقیقت 'فالترسکوٹ' اور 'اسکندر ٹوماس' کے ناولوں کے ممثلین سے زیادہ حیثیت کی حامل نہیں ہیں۔ چناں چہ ان

یہ عبارت "ناصر الدین دینیہ" کی کتاب "إنك فى واد وأنا لفى واد" کی ہے جس کو آپ نے ہنری لیمنز "H.Lammens" کی رد میں تالیف کیا ہے اور اس کتاب میں یہ عبارت امیر شکیب ارسلان کی کتاب "حاضر العالم الإسلامى" کے مقدمہ سے منقول ہے۔

Marfat.com

ناول نگاروں نے اپنے کچھ ہم وطن لوگوں کو تصور میں رکھا جنھیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اس کے تناظر میں اختلافِ زمانہ کے سوا دوسرے تمام فروق کو نظر انداز کر دیا، جب کہ ان مستشرقین کا اولین فریضہ یہ تھا کہ سب سے پہلے اس فاصلے کو مٹاتے جو ان کے زیرِ تحقیق مشرقی شخصیات اور ان کی مغربی ذہنیت کے درمیان ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس بات کو پیشِ نظر رکھے بغیر ہر ہر قدم پر وہ وہم کے جال میں پھنسیں گے۔"

Marfat.com

یورپ میں مستشرقین سے آمنا سامنا

مَیں مستشرقین کے بارے میں سفر یورپ سے قبل اپنی کتاب ''السنة و مکانتها فی التشریع الإسلامی'' میں کچھ باتیں تحریر کر چکا تھا، لیکن جب مَیں نے ۱۹۵۶ء میں یورپ کا سفر کیا، یورپ کی یونی ورسٹیز کا دورہ کیا، یورپ کے محققین اور مفکرین سے باتیں کی اور مستشرقین سے بحثیں اور جھڑپیں ہوئیں تو مجھے مستشرقین کے متعلق اپنی تحریر کردہ باتوں پر یقینِ کامل ہوگیا اور ان کی طرف سے اسلامی تراث پر تہذیبی، ثقافتی، تشریعی اور قانونی ہر قسم کے خطرات کا جو مجھے شبہہ تھا وہ صحیح ثابت ہوا اور میرا دل مطمئن ہوگیا۔ اور مجھے اس بات کا بھی علم ہوا کہ ان کے ذہن و دماغ میں اسلام، اہل عرب اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

لندن: مستشرقین میں سب سے پہلے میری ملاقات پروفیسر ''انڈرسون'' سے ہوئی جو لندن یونی ورسٹی "***London University***" میں ''معهد الدراسات الشرقیه'' میں ''قسم قوانین الأحوال الشخصیه المعمول بها فی العالم الإسلامی'' کا چیرمین تھا اور کیمبرج یونی ورسٹی سے ''کلیة اللاهوت'' کا فارغ تھا، اور دوسری جنگ عظیم کے درمیان مصر میں مقیم برطانوی فوج کے اراکین میں سے تھا۔ یہ ساری باتیں خود اسی کی زبانی مجھے معلوم ہوئیں۔

اس مستشرق نے قاہرہ "***Cairo***" میں واقع امریکن یونی ورسٹی "***American University***" میں عربی زبان سیکھی جہاں علماے ازہر عربی زبان و ادب پر لکچر دیا کرتے تھے، یہ لکچر ہفتہ میں صرف ایک بار ہوتا تھا اور یہ مستشرق ایک سال تک ان لکچروں

Marfat.com

سے سیکھتا رہا اور مصر کی عامیہ زبان (۱) اپنی فوجی ملازمت کے دوران مصری عوام سے گھل مل کر سیکھا۔

احمد امین مرحوم، ڈاکٹر طٰہٰ حسین اور شیخ احمد ابراہیم وغیرہ کے عام لکچرز اور تقریروں کو سن کر اس نے اسلامک اسٹڈیز "***Islamic Studies***" میں تخصص کیا، پھر جنگ کے بعد فوجی ملازمت سے ری ٹائر ہو کر لندن یونی ورسٹی "***London University***" میں "قسم قوانین الأحوال الشخصیة" کا چیرمین بن گیا۔

اسلام کے خلاف "**انڈرسون**" کے تعصب کی مثالیں نہیں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں بہت ساری باتوں کا علم اس وقت ہوا جب لندن "***London***" میں اسلامک کلچر سنٹر "***Islamic Culture Center***" کے ڈائرکٹر "حمود غرابہ" نے بتایا۔ مَیں یہاں صرف انہیں باتوں کو ذکر کروں گا جن کو پروفیسر "انڈرسون" نے بہ راہ راست مجھ سے ذکر کیا ہے۔ چناں چہ پروفیسر موصوف نے مجھ سے کہا کہ لندن یونی ورسٹی میں قانون اسلامی پر "خطة البحث" پیش کرنے والے ازہر یونی ورسٹی "***Al-Azher University***" کے فارغین میں سے ایک کو مَیں نے صرف اس وجہ سے فیل کر دیا تھا کہ اس نے مذہب اسلام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں ایک بحث کا منصوبہ پیش کیا تھا اور یہ ثابت کیا تھا کہ مذہب اسلام نے عورتوں کو ان کا مکمل حق دیا ہے۔ یہ سن کر مَیں حیرت و اِستعجاب میں ڈوب گیا اور پھر پروفیسر "انڈرسون" کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے اس طالب علم کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے صرف اس سبب سے کیوں محروم رکھا؟ جب کہ آپ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ اپنی یونی ورسٹیوں میں فکری آزادی کا ڈھنڈھورا پیٹتے پھرتے

---

۱ دراصل مصری عامیہ زبان فصیح عربی کی اس تبدیل شدہ زبان کا نام ہے جس کو مصری عوام آپس میں عام تعامل کے وقت استعمال کرتی ہے، جس میں سرعتِ کلام کی وجہ سے کچھ الفاظ مخفف اور کچھ محذوف ہوتے ہیں اور کچھ حروف ایسے ہوتے ہیں جنھیں وہ دوسرے حروف سے بدل کر بولتے ہیں مثلاً "جَاء" کو "گَاء" اور "قَال" کو "آل" بولتے ہیں۔ اس طرح اور بھی حروف ہیں جنھیں وہ بدلتے ہیں، نیز یہ کہ اس زبان میں نہ تو اعراب کا ظہور ہوتا ہے اور نہ ہی نحوی وصرفی قواعد کی رعایت ہوتی ہے۔

Marfat.com

ہو، تو پروفیسر موصوف نے کہا کہ دراصل بات یہ تھی کہ وہ کہہ رہا تھا کہ اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے اور اسلام نے عورت کے بارے میں ایسا ایسا کہا ہے۔ تو کیا وہ اسلام کا کوئی نمائندہ تھا یا وہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی تھا جو اس طرح کا کلام کر رہا تھا اور اس طرح اسلام کی ترجمانی کر رہا تھا جب کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں جو اس کے آرا تھے ان پر متقدمین فقہاے اِسلام کی کوئی تصریح نہیں تھی، وہ متکبر اور خود پسند تھا جو اسلام کو امامِ اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی علیہما الرحمہ سے زیادہ سمجھنے کا دعوٰی کر رہا تھا۔

یہ رہی اس مستشرق کی بات جو ابھی تک بہ قیدِ حیات ہے، لیکن مجھے اس بات کی خبر نہیں کہ وہ لندن یونی ورسٹی میں اب بھی برسرِ ملازمت ہے یا ری ٹائر ہو چکا ہے۔

اسکاٹ لینڈ: جب مجھے اسکاٹ لینڈ کی اڈنبرہ یونی ورسٹی "***Adenbra University***" میں جانے کا اِتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ جو مستشرق اس یونی ورسٹی کے اسلامک اسٹڈیز "***Isalmic Studies***" کا ڈین تھا وہ پادری تھا اور سول ڈریس میں ملبوس رہتا تھا وہ اپنے گھر کے دروازے پر اپنا نام آویزاں کیے تھا اور نام کے ساتھ اپنا دینی لقب تحریر کیے ہوئے تھا۔

اسکاٹ لینڈ ہی میں جب گلاسکو یونی ورسٹی "***glasco University***" میں جانے کا موقع ملا تو اس یونی ورسٹی کے عربک اسٹڈیز "***Arabic Studies***" کے ڈین کے بارے میں یہ پتہ چلا کہ وہ بھی پادری ہے، اور تقریباً بیس سال تک "قدس" میں عیسائی تبلیغی مشن کا صدر تھا، اس بیس سال کے عرصہ میں اس کو عربی زبان پر اس قدر قدرت ہوگئی کہ وہ اہل عرب کی طرح عربی بولنے لگا تھا۔ جب اس سفر میں اس سے میری بات ہوئی تو اس نے بہ ذاتِ خود ان ساری باتوں کا اعتراف کیا، جب کہ اس سے قبل بھی میری ملاقات اس سے "حمدون۔ لبنان" میں ۱۹۵۴ء میں منعقد اسلامی اور مسیحی کانفرنس میں ہو چکی تھی۔

آکسفورڈ یونی ورسٹی "*Oxford University*": جب مَیں نے آکسفورڈ یونی ورسٹی کا دورہ کیا تو یہاں کے ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ عربک اسٹڈیز "***Department of***

Marfat.com

"Islamic and Arabic Studies" کے ہیڈ کے بارے میں یہ بات سامنے آئی کہ وہ یہودی ہے اور عربی زبان بہت آہستہ اور بہ مشکل بول پاتا ہے۔ یہ یہودی دوسری عالمی جنگ کے دوران "لیبیا" میں برطانوی خبر رساں ایجنسی کے ادارہ میں ملازم تھا اور وہیں اس نے عربی عامیہ زبان کی تعلیم حاصل کی، پھر وہ "آکسفورڈ یونی ورسٹی" کے اس شعبہ کی صدارت کے لیے اپنے وطن انگلینڈ واپس آگیا۔ مجھے اس کے طریقۂ درس کو دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔ وہ اِستشراق کے طلبا کے سامنے قرآنی آیات کی تفسیر "زمخشری" کی کتاب "کشاف" کے حوالے سے کر رہا تھا، حالاں کہ وہ عام اخبارات کی معمولی سی عبارت کو بھی اچھی طرح نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ احادیث نبویہ کا درس بخاری شریف اور مسلم شریف سے دے رہا تھا، اور فقہ کا درس دینے کے لیے جن ابواب کا اس نے انتخاب کیا تھا وہ احناف اور حنابلہ کی بنیادی کتابوں سے ماخوذ تھے۔ جب مَیں نے اس یہودی مستشرق سے ان تحقیقات کے مراجع کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ سب گولڈ زیہر "Gold zihar"، مرگولیوتھ "Margoliouth" اور جوزف شاخت "J.Schacht" وغیرہ مستشرقین کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی گئی بے بنیاد اور بے سروپا کی باتوں کے لیے ان مستشرقین کا نام ہی کافی ہے۔

کیمبرج یونی ورسٹی "Cambridge University" میں بھی مجھے جانے کا موقع ملا، جب مَیں وہاں پہنچا تو وہاں "Department of Arabic and Islamic Studies" کا ہیڈ مشہور مستشرق آربری "Arberry" تھا جو صرف عربی زبان کا متخصص تھا۔ اس کا نام گذشتہ اوراق میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

جب اس سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے دورانِ گفت گو مجھ سے یہ کہا کہ ہم سب مستشرق ہیں، اسلام کے متعلق تحقیقات میں اکثر جگہ غلطیاں کر جاتے ہیں، اس لیے ہمارے لیے بہتر اور مناسب یہ تھا کہ اس میدان میں قدم نہ ڈالتے اور تم عرب مسلمان ہو، تم اسلام کے

Marfat.com

بارے میں ہم سے اچھی تحقیقات پیش کر سکتے ہو۔ ممکن ہے کہ یہ اس کے دل کی آواز رہی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے میری دل جوئی کے لیے ایسا کہہ دیا ہو۔

انگلینڈ: جب میرا دورہ مانچسٹر (انگلینڈ) کا ہوا تو وہاں میری ملاقات پروفیسر ''روبسون'' سے ہوئی۔ وہ سنن ابی داؤد کا کسی قلمی نسخہ سے تقابل کر رہے تھے۔ تاریخ حدیث میں ان کی کئی ایک تصانیف ہیں جن میں انھوں نے غالی اور متعصب مستشرقین کے آرا اور نظریات سے اِتفاق کیا ہے۔ وقتِ ملاقات مَیں نے چاہا کہ ایک بات ضرور بیان کرتا چلوں، چناں چہ مَیں نے ان سے کہا کہ سابقہ استشراقی تحقیقات میں بہت زیادہ حقیقت سے اِنحراف کیا گیا ہے، اور بے اِنتہا زیادتیاں کی گئی ہیں، اکثر جگہوں پر حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے ،اور باتوں باتوں میں مَیں نے گولڈ زیہر "**Gold zihar**" کے افکار ونظریات کی بات چھیڑ دی اور جب اس کی تاریخی اور علمی غلطیوں کا پردہ فاش کیا تو پروفیسر موصوف نے میری گفتگو کے بعد جو جواب دیا وہ قابل ملاحظہ ہے:

''لاشك أن المستشرقين فی هذا العصر أكثر إطلاعًا على المصادر الإسلامية من جولد تسيهر نظرًا لما طبع و نشر و عرف من مؤلفات إسلامية كانت غير معلومة فی عصر جولد تسيهر فقلت له، أرجو أن تكون أبحاثكم المستشرقين فی هذا العصر أقرب إلى الحق و الإنصاف من جولد تسيهر و مرجليوت و أمثالهما فقال: أرجو ذلك۔''

''سچ بات یہ ہے کہ آج کے مستشرقین گولڈ زیہر '**Goldzihar**' سے کہیں زیادہ اِسلام کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں، کیوں کہ اب بہت ساری اسلامی تصنیفات کی نشر واشاعت ہو چکی ہے اور وہ شہرت پا چکی ہیں، جب کہ گولڈ زیہر کے زمانے میں ناپید تھیں، تو مَیں نے اس سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ اس دور میں تم مستشرقین کی موجودہ تحقیقات 'گولڈ زیہر' اور 'مرگولیوتھ' وغیرہما کے بہ نسبت

Marfat.com

حق و اِنصاف سے زیادہ قریب ہونا چاہیے، تو اس نے کہا: مَیں بھی اسی بات کی توقع رکھتا ہوں۔"

ہالینڈ: جب ہالینڈ میں لیدن یونی ورسٹی "***Leedon University***" میں میرا جانا ہوا تو وہاں جرمن یہودی مستشرق یوسف شاخت "***J.Schacht***" سے میری ملاقات ہوئی (یہ مستشرق دورِ حاضر میں مستشرق "گولڈ زیہر" کے اُن اعتراضات کا حامل ہے جو اس نے اسلام کے حقائق و معارف پر اپنی مکاریوں اور فریب کاریوں سے چسپاں کیے تھے اور اسلامی حقائق کو مسخ کرنے کی ناپاک کوششیں کی تھی) تو مَیں نے اس سے "گولڈ زیہر" کی غلطیوں پر بہت طویل بحث کی اور مَیں نے کہا کہ "گولڈ زیہر" نے ہماری کتابوں کی عبارتوں کی نقل میں جو تحریف و تغییر کی ہے وہ دانستہ طور پر بالقصد کی ہے، تو شروع میں اُس نے میری اس بات کی تردید کر دی، لیکن جب مَیں نے تاریخ حدیث کے متعلق "گولڈ زیہر" کی تحریر کردہ عبارت بہ طور مثال پیش کی تو وہ بہت متحیر ہوا اور "گولڈ زیہر" کی کتاب کو دیکھنے لگا، اور ہم لوگ اس کے ایک خاص کتب خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے، جب اس نے دیکھ لیا اور میرے کلام پر اس کو یقین ہو گیا تو اس نے کہا کہ تم حق پر ہو اور "گولڈ زیہر" نے یہاں غلطی کی ہے، تو مَیں نے اس سے کہا کہ کیا یہ صرف ایک نادانستہ غلطی ہے؟ اتنا کہنا تھا کہ وہ بپھر گیا اور سخت لہجے میں مجھ سے کہا کہ تم لوگ "گولڈ زیہر" سے اتنا بدظن کیوں ہو! پھر مَیں عبدالملک بن مروان کے متعلق امام زہری کے موقف پر "گولڈ زیہر" نے جو تجزیہ کیا ہے اس پر بحث کرنے لگا اور اس کے سامنے ایسی تاریخی حقائق کی نقاب کشائی کی کہ جو "گولڈ زیہر" کے باطل دعووں کا پردہ چاک کر رہے تھے، جب اس بحث میں اس کو لاجواب کر دیا تو اس نے کہا: یہاں بھی "گولڈ زیہر" نے غلطی کی ہے۔ کیا علما غلطی نہیں کرتے ہیں؟ پھر مَیں نے اس سے یہ کہا کہ "گولڈ زیہر" تو ایسے استشراقی مدرسہ کا بانی تھا جو اسلامی قوانین کے باب میں صرف اور صرف تاریخی حقائق کی بنیاد پر ہی اپنا نظریہ قائم کرتا ہے، تو پھر اس نے امام زہری پر کلام کرتے وقت اپنے وضع کردہ اصولوں کو کیوں نہیں مدنظر رکھا؟ اور اس کو کیسے یہ جرأت

Marfat.com

ہوگئی کہ امام زہری پر ابن زبیر کے خلاف عبدالملک بن مروان کی رضا کی خاطر اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت پر وضع حدیث کا الزام لگائے، جب کہ تاریخی حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان سے امام زہری کی ملاقات ابن زبیر کے قتل کے کئی سال بعد ہوئی ہے۔ یہ بات سنتے ہی اس (شناخت) کے چہرہ سے ہوائیاں اُڑنے لگیں اور کفِ افسوس ملنے لگا، اس کے چہرہ پر غصہ واضطراب کے عجیب ملے جلے اثرات پائے جارہے تھے۔ پھر مَیں نے اس سے یہ کہتے ہوئے اپنی گفتگو کو ختم کردیا کہ گذشتہ صدیوں میں اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں جو معروف ہوچکے ہیں، اور تم انھیں خطا سے تعبیر کرتے ہو، اور ہر مستشرق ان غلطیوں کو علمی حقائق سمجھ کر نقل کرتا ہے اور ہم لوگ ان تصانیف کو اس وقت پڑھنے کو پاتے ہیں جب ان کے مصنفین اس دارِفانی سے کوچ کرچکے ہوتے ہیں۔ اس لیے اب مَیں یہ اُمید کرتا ہوں کہ تم اپنی غلطیوں پر ہماری گرفت کو غور سے سنو اور اپنی زندگی ہی میں اس کی تصحیح کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تمھاری موت کے بعد علمی حقائق کی فہرست میں آجائیں۔

نوٹ: یہ مستشرق قاہرہ یونی ورسٹی (۱) "*Cairo University*" میں درس دیتا تھا، تاریخ تشریع اسلامی کے موضوع پر اس کی ایک تصنیف بھی ہے جو اس کے گرو اور امام ''گولڈزیہر'' کی طرح فریب کاریوں اور تحریفات سے پُر ہے۔

سویڈن: آئیے اب آپ کو ''سویڈن'' لے چلتا ہوں، جب مَیں ''سویڈن'' پہنچا تو وہاں ''ابسلا یونی ورسٹی'' میں میری ملاقات ''نیرج'' نامی ایک معمر مستشرق سے ہوئی، میرے خیال میں اسی مستشرق کی زیرنگرانی ''ابن خیاط'' کی ''الانتصار'' نامی کتاب کی تحقیق کا کام ہوا ہے، اس کتاب کو کسی زمانے میں قاہرہ کے ''لجنة التأليف والترجمة'' نے شائع کیا تھا، اس معمر مستشرق سے میری بہت طویل گفت گو ہوئی، زیادہ تر گفت گو مذہب اسلام اور اسلامی تاریخ کے متعلق مستشرقین کی تحقیقات وتصنیفات پر ہوتی رہی، لیکن اس میں بھی مَیں نے موضوعِ بحث ''گولڈزیہر'' کو ہی بنایا اور اس کے سامنے ''گولڈزیہر'' کی غلطیوں، حقائق سے

۱ قاہرہ یونی ورسٹی کا قدیم نام فؤاد یونی ورسٹی تھا، بعد میں اسے قاہرہ یونی ورسٹی کا نام دیا گیا۔

Marfat.com

رُوگردانی اور تحریفاتِ نصوص کے کچھ نمونے پیش کیے، تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"إن جولد تسيهر كان فى القرن الماضى ذا شهرة علمية و مرجعا للمستشرقين، أما فى هذا العصر ـ بعد انتشار الكتب المطبوعة فى بلادكم عن العلوم الإسلامية ـ فلم يعد جولد تسيهر مرجعا كما كان فى القرن الماضى، لقد مضى عهد جولد تسيهر فى رأينا ـ"

"گولڈ زیہر' یقیناً گذشتہ صدی میں زبردست علمی شہرت کا حامل تھا اور مستشرقین کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتا تھا، لیکن آپ کے ممالک میں علومِ اسلامیہ سے متعلق شائع شدہ کتابوں کی شہرت کے بعد اب گذشتہ صدی کی طرح 'گولڈ زیہر' کوئی قابل حجت محقق نہ رہا، ہمارے خیال میں اس کے دور کا خاتمہ ہو چکا ہے۔"

مجھے اس سفر میں ذکر کردہ یونی ورسٹیوں کے علاوہ بیلجیَم "Belgium"، ڈنمارک "Denmark"، ناروے "Norway"، فن لینڈ "Finland"، جرمنی "Germany"، سوئزرلینڈ "Switzerland" اور فرانس "France" وغیرہ جیسے مشہور ملکوں کی یونی ورسٹیز میں بھی جانے کا موقع ملا، اور ان یونی ورسٹیز میں اس وقت جو مستشرقین تھے ان سے ملاقات بھی ہوئی۔

اس سفر کے دوران ہماری جن مستشرقین سے ملاقات ہوئی اور جن کے اقوال کو مَیں نے اپنی ڈائری میں قلم بند کیا ہے اور ابھی ابھی جن کا ذکر گذرا ان سب سے مجھے مندرجہ ذیل حقائق کا علم ہوا:

(۱) پہلی بات جو مَیں نے نوٹ کی وہ یہ کہ اکثر مستشرقین یا تو پادری ہوتے ہیں یا سامراجی ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں اور یا تو پھر یہودی ہوتے ہیں۔ اس عموم سے شاید ہی کوئی مستشرق مستثنیٰ ہو۔

(۲) دوسری بات مجھے یہ معلوم ہوئی کہ استشراق سامراجی ذہنیت کے حامل مغربی ممالک

Marfat.com

میں کہیں زیادہ طاقت ور اور مضبوط ہے بہ نسبت ان مغربی ممالک کے جو سامراجیت سے دور ہیں مثلاً اسکنڈے، نیویا۔

(۳) تیسری بات جو سامنے آئی وہ یہ کہ غیر سامراجی ملکوں میں موجود مستشرقین ''گولڈزیہر'' اور اس کے مثل تعصب میں معروف مستشرقین کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(۴) چوتھی بات یہ ظاہر ہوئی کہ عام طور پر استشراق کی نشر واشاعت گرجا گھروں سے ہوتی ہے، اور سامراجی ملکوں میں استشراق کا کام کنیسہ اور وزارتِ خارجہ دونوں سے مل کر ساتھ ساتھ ہوتا ہے، جہاں استشراق کو ان کی ہر تائید اور حمایت حاصل رہتی ہے۔

(۵) پانچویں حقیقت یہ منکشف ہوئی کہ برطانیہ اور فرانس جیسے سامراجی ممالک ہمیشہ استشراق کو اس کے بنیادی اغراض ومقاصد کے ساتھ آگے بڑھانے کے درپے رہتے ہیں، کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ اسلام کو نیست ونابود کرنا اور مسلمانوں کی شہرت و عزت کو بگاڑ کر پیش کرنا استشراق کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔

مثال کے طور پر فرانس کے ''بلاشیر'' اور ''ماسینیون'' مستشرق کو لے لیں، یہ دونوں عصر حاضر میں فرانسیسی مستشرقین کے گرو گھنٹال مانے جاتے ہیں۔ فرانس کی وزارتِ خارجہ میں ملازمت کرتے ہیں اور یہ دونوں عرب اور مسلمانوں کے معاملات میں بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔

اور انگلینڈ میں تو ہم نے دیکھا ہے کہ لندن، آکسفورڈ، کیمبرج، گلاسکو اور اڈنبرہ وغیرہ کی یونی ورسٹیز میں اِستشراق کا بہت اعلیٰ مقام ہے، اس کی نگرانی یہودیوں اور سامراجی ذہنیت کے انگریز مشنریز کے ذمہ ہے۔ ان کی ہمیشہ یہ دلی خواہش رہتی ہے کہ ''گولڈ زیہر''، ''مرگولیوتھ'' اور ''یوسف شاخت'' وغیرہ کی کتابیں استشراق کے مغربی طلبا کے لیے مراجع اور مصادر کی حیثیت سے رہیں، اور ان کے علاوہ جو عرب اور مسلم محققین ہیں وہ بھی انہیں مراجع کے پابند رہیں۔ وہ ہرگز یہ قبول نہیں کرتے ہیں کہ ڈاکٹریٹ وغیرہ کا مقالہ کسی ایسے موضوع پر ہو جو اسلام کی حقانیت کو اُجاگر کرتا ہو اور مستشرقین کے مکر وفریب کو بے نقاب کرتا ہو۔ اس

Marfat.com

سلسلے میں ایک بہت ہی روشن واقعہ تحریر کر رہا ہوں، تاکہ ان مستشرقین کی فریب کاریوں اور عیاریوں کا پردہ مزید چاک ہوجائے۔

ڈاکٹر امین مصری ازہر یونی ورسٹی کے فیکلٹی آف تھیولوجی "***Faculty of Theology in al-Azhar University***" اور قاہرہ یونی ورسٹی کے فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ٹریننگ اسکول "***Faculty of Arts and Training School Cairo University***" کے فارغ التحصیل ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کی جب مجھ سے گفت گو ہوئی تو وہ انگلینڈ میں اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کی منظوری میں درپیش دشواریوں کا ذکر کرنے لگے، موصوف انگلینڈ کی کسی یونی ورسٹی میں شعبۂ فلسفہ سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری لینا چاہتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ چند سال مَیں نے انگلینڈ میں فلسفہ پڑھا اور وہاں سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی، مجھے وہاں کے نصابِ تعلیم خصوصاً اِسلامی علوم کی تعلیم سے بہت کم واقفیت تھی۔ جب مَیں نے مستشرقین خصوصاً ''شاخت'' کی کتابوں میں زیادتیاں، فریب کاریاں اور تحریفات دیکھیں تو مَیں نے تہیہ کر لیا کہ اب میرے مقالہ کا موضوع ''نقد کتاب شاخت فی تاریخ الفقه الإسلامی'' ہی رہے گا، چناں چہ مَیں نے اپنا منتخب کردہ موضوع ''پروفیسر انڈرسون'' کو پیش کیا تاکہ وہ اس موضوع کی موافقت کر دے اور ہماری تھیسز "***Thesis***" کا نگراں بن جائے، لیکن جب پروفیسر موصوف نے تھیسز کا موضوع ''نقد کتاب شاخت فی تاریخ الفقه الإسلامی'' دیکھا تو منظوری دینے سے انکار کر دیا، حالاں کہ اس کی منظوری کے سلسلے میں یہ میری ناکام کوشش تھی، پس جب مَیں لندن یونی ورسٹی سے نا اُمید ہوگیا، تو کیمبرج یونی ورسٹی گیا، وہاں داخلہ لیا اور اسلامک اسٹڈیز "***Islamic Studies***" کے دو نگرانوں کو مَیں نے اپنا مذکورہ بالا موضوع پیش کیا کہ یہ میرے مقالہ کا موضوع ہے، تو وہ دونوں اس پر خاموش رہے اور کوئی رضامندی نہیں ظاہر کی۔ مَیں نے سمجھا کہ شاید وہ اخیر میں میرے موضوع کی موافقت کر دیں گے، لیکن انھوں نے مجھ سے صاف لفظوں میں کہا کہ اگر تم ڈاکٹریٹ میں کام یاب ہونا چاہتے ہو تو شاخت کی

Marfat.com

کتابوں کی تنقید اپنے ذہن سے نکال دو، کیوں کہ یونی ورسٹی تمہیں اس کی کبھی اجازت نہیں دے گی، اس لیے مجھے چار و ناچار اپنا موضوع بدلنا پڑا۔ پھر مَیں نے دوسرے موضوع "معايير نقد الحديث عند المحدثين" کا انتخاب کیا تو انھوں نے بلا توقف اس کی موافقت کردی اور مَیں ڈاکٹریٹ میں کام یاب ہوگیا اور اب دمشق یونی ورسٹی میں فیکلٹی آف اسلامک لا "Faculty of Islamic Law" کا پروفیسر ہوں۔

یہ رہے چند کلمات جن کو مَیں نے بہ ذاتِ خود مستشرقین بالخصوص "گولڈزیہر" اور اس کی کتابوں اور آرا میں پایا ہے۔ مَیں نے اپنی کتاب "السنة و مكانتها في التشريع الإسلامي" میں اس بحث کو ایک مستقل فصل میں الگ بیان کیا ہے، اس فصل میں اس یہودی مستشرق "گولڈزیہر" کی ظلم و زیادتی، حقائق کا بگاڑنا، نصوص و عبارات کی تحریف، اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق تاریخی حقائق میں تاویل، ایسے مصادر پر اعتماد جن کی علمی نقطۂ نظر سے کوئی حیثیت نہیں ہے اور ان علمی مصادر کی تکذیب جو ہمارے ائمۂ کرام اور محققین علما کے نزدیک معتبر ہیں، مَیں نے بالتفصیل بیان کیا ہے۔

عصر حاضر میں امریکا میں اِستشراق اسلام اور مسلم دشمنی میں بہت نمایاں کردار ادا کررہا ہے، اور امریکن یونی ورسٹیز میں اسلامیات کا شعبہ جن لوگوں کے تحت ہے وہ اسلام کے سب سے بدترین دشمن ہیں، جیسا کہ ذکر کردہ متعصب مستشرقین اور ان کی تصنیفات و آرا سے واضح ہو چکا ہے۔

نہایت ہی قابل افسوس بات ہے کہ اسلامی دنیا کے طلبا جو ان کے ملکوں میں انگریزی زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ انگلش اور امریکن یونی ورسٹیوں میں داخلہ لینے پر مجبور ہوتے ہیں، اور جب داخل ہو جاتے ہیں تو اسلامی علوم کے طلبا اپنی تحقیق و مطالعہ کے لیے ان خطرناک اور زہر آلود مراجع کے علاوہ کوئی اور مرجع نہیں پاتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ عربی زبان سے نابلد ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ عربی کتابوں سے استفادہ نہیں کرسکتے ہیں، اس لیے ان کے ذہن و دماغ میں یہ راسخ ہو جاتا ہے کہ یہ چال بازیاں اور سازشیں درحقیقت خود مسلم

Marfat.com

علما اور فقہا کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

عربی یونی ورسٹیز کے لیے یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ ان کے پاس ڈاکٹریٹ کی سند کے حصول کے لیے انگلش زبان میں کوئی شعبہ نہیں ہے۔ عربی یونی ورسٹیوں کی اِنتظامیہ کو اس پر غور کر کے انگریزی زبان کا شعبہ ضرور قائم کرنا چاہیے۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ اگر یہ شعبہ قائم ہو جائے تو عالم اسلام کے طلبا مغرب کی یونی ورسٹیز کو چھوڑ کر اپنی عربی یونی ورسٹیز کا رُخ کرنے لگیں گے، اس طرح ہم ان طلبائے اسلام کو متعصب اور سامراجی ذہنیت کے حامل مستشرقین کی فریب کاریوں اور عیاریوں سے متاثر ہونے سے بچا لیں گے۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

مستشرقین کے بارے میں چند اِختتامی کلمات

صلیبی جنگوں نے جب سیاسی اور فوجی لحاظ سے ناکامی اور پسپائی کا سامنا کیا، تو مغربی دنیا کے لوگ اسلام اور اس کے چاہنے والوں سے اِنتقام لینے کے لیے فکرمند ہو گئے، چناں چہ انہوں نے انتقام لینے کے لیے کئی طریقے اپنائے۔ مغرب نے اسلام سے اِنتقام کا سب سے پہلا طریقہ یہ اختیار کیا کہ اسلامی علوم اور کتابوں کی تحقیق وتنقید کرنا شروع کر دیا اور اسی انتقامی فکر (جو قرونِ وسطیٰ میں مغرب میں عیسائی معاشرے پر چھایا رہا) کے ماحول میں جب عالم اِسلام سیاسی، فوجی، اقتصادی اور ثقافتی حیثیت سے انحطاط کا سامنا کر رہا تھا تو مغرب میں اسلامی ممالک پر طاقت وقوت کے زور پر قبضے اور تسلط کی فکر پروان چڑھ رہی تھی، اور اہل مغرب نے اسلامی ملکوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا، ابھی بہت ہی کم اسلامی ملکوں پر اہلِ مغرب کا تسلط ہو پایا تھا کہ مذہبِ اسلام اور تاریخِ اسلام پر اہلِ مغرب کی تحقیقات شروع ہو گئیں اور رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگیں، اور یہ استشراقی علوم مغصوبہ اسلامی ممالک کے عوام کو اپنی سامراجی سیاست صحیح باور کرانے کے لیے دن بہ دن آگے بڑھتے رہے۔ اسلامی تراث پر اہل مغرب کی جو تحقیقات شروع ہوئی تھیں وہ دینی، تاریخی اور تہذیبی وثقافتی ہر زاویے سے گذشتہ صدی کے اختتام تک پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ تحقیقات دو سبب سے حق تک رسائی سے محروم رہتی ہیں:

(۱) حق تک رسائی میں پہلی رکاوٹ دینی تعصب ہے۔ اگر کسی شخص کے اندر دینی تعصب پایا جاتا ہے تو وہ کسی بھی مذہب کی تحقیق میں حق تک نہیں پہنچ سکتا، ایسا ہی حال اہل

Marfat.com

مغرب کا ہے کہ مغرب کے حکم رانوں اور فوجی قائدین کے اندر دینی تعصب ہمیشہ راسخ رہا، دینی تعصب کا ہی اثر ہے کہ جب پہلی عالمی جنگ میں اتحادیوں کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہوا تو لارڈ البنی "Lord Albini" نے ایک جملہ کہا تھا جو بہت مشہور ہے، وہ یہ ہے:

"الآن انتهت الحروب الصليبية۔"

ترجمہ: اب صلیبی جنگوں کا زمانہ ختم ہوا۔

لیکن صرف فوجی اعتبار سے، اور جہاں تک دینی تعصب کی بات ہے تو وہ اہل مغرب کے ذہن و دماغ میں ایسا راسخ ہوا کہ مذہب اسلام، اسلامی تہذیب وثقافت، اسلام اور بانی اِسلام کی انصاف پسندی اور دیانت داری پر عیسائی محققین نے جب بھی کچھ لکھا یا کوئی تجزیہ پیش کیا تو دینی تعصب کا اثر ان میں جگہ جگہ نمایاں رہا۔ اسلام اور بانی اِسلام کی صداقت وحقانیت کے بارے میں اگر کچھ دیانت داری ملتی بھی ہے تو وہ ان مغربی محققین اور ادیبوں کی تحریروں میں ہے جو اپنے دین کے شکنجے سے آزاد ہو چکے تھے۔ "گوسٹاف لوبون" کی کتاب "حضارة العرب" سے اس کی ایک مثال بھی ملاحظہ کرتے چلیں، تاکہ ہماری بات مزید مبرہن ہو جائے۔

"گوسٹاف لوبون" کی یہ کتاب ایک عظیم الشان کتاب ہے جو ایک مغربی مستشرق کے قلم سے اسلام اور اس کی عالم گیر ثقافت کی حقانیت واضح کرنے کے لیے صادر ہوئی ہے۔

"گوسٹاف لوبون" ایک فلسفی شخص تھا جو خدا کا منکر تھا، وہ کسی بھی مذہب پر ایمان نہیں رکھتا تھا، اس کے الحاد اور اسلام پسندی کی وجہ سے اہلِ مغرب اپنے علمی حلقوں میں اسے شایانِ شان عزت واہمیت نہیں دیتے تھے۔

"گوسٹاف لوبون" انیس ویں صدی میں علماے تاریخ ومعاشرتی علوم کے ماہرین میں سے ایک بڑا عالم شمار کیا جاتا ہے، اس کے باوجود اہلِ مغرب خصوصاً فرانسیسیوں نے اس کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا صرف اور صرف ان اسباب کی وجہ سے جن کی طرف مَیں نے

Marfat.com

ابھی اِشارہ کیا (یعنی الحاد اور اسلام پسندی)۔

(۲) حق تک پہنچنے میں دوسری چیز جو مانع ہے وہ مادی اور علمی قوت کا غرور وتکبر ہے، اور اہل مغرب دو صدیوں (اٹھارھویں اور اُنیس ویں) میں سائنسی اور مادی اِرتقا کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے۔ مغرب کے علماء ومؤرخین اور قلم کاروں کے ذہن ودماغ میں اسی وجہ سے اتنا غرور آگیا کہ مصری تہذیب کے علاوہ تاریخ کی ساری تہذیب وثقافت کا منبع اور اصل اپنے آپ کو سمجھ بیٹھے، اور یہ کہہ بیٹھے کہ ہماری ہی عقل صحیح غور وخوض کر سکتی ہے، اور بقیہ اقوام خصوصاً مسلم قوم تو فطری طور پر سیدھا سادھا سوچنے کی عادی ہے۔ کچھ مستشرقین نے مسلم اذہان کو "بسیطة" اور "ساذجة" جیسے الفاظ سے متصف کیا ہے، اور مستشرق گب "Gibb" نے تو اپنی کتاب "وجهة الإسلام" میں مسلم ذہنیت کو لفظ "ذرية" سے تعبیر کیا ہے، اور اس سے یہ مراد لیا ہے کہ اسلامی عقل کو معاملات کا علم جزئیات کے واسطے سے ہوتا ہے، اس کے پاس تو علم کلی کے ادراک کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

جن قوموں پر اہل مغرب کا اِستعمار تھا ان کی جہالت وتخلف اور تمام شعبہ ہائے حیات میں ان کی پستی اور فکری انحطاط ان کی نظروں کے سامنے تھی، اس لیے وہ تہذیب وثقافت میں اپنی اصلیت اور سلامتی عقل وفکر کا دعوٰی کر بیٹھے۔

جب اُنیس ویں صدی کے اوائل میں مغربی تہذیب وثقافت سے ہمارا ملاپ ہوا، اور یہ تہذیب ہمارے درمیان پھیل گئی تو علمائے شریعت کے علاوہ جو مہذب اور تعلیم یافتہ حضرات تھے انہیں پرانی کتابوں میں بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہمارے علوم سے اِستفادہ کرنے کا کوئی ایسا ہموار اور منظم طریقہ نہیں ملا جو مستشرقین کی علمی کتابوں کی ترتیب و تنظیم کے مطابق ہو اور یہ سہولتیں ان کو مستشرقین کی کتابوں میں بہ درجۂ اتم ملتی تھیں، کیوں کہ ان مستشرقین نے ہماری تہذیب وثقافت کی تحقیق اور اپنے عام کتب خانوں میں اس کے مصادر ومراجع کی تلاش وجست جُو میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں، یہاں تک کہ ان میں

Marfat.com

سے بعض نے تو ہماری ثقافت کے ایک ایک گوشے پر کتابیں تصنیف کرنے کے لیے بیسیوں سال لگا دیے، اور متقدمین علما کی کتابوں سے قدیم مصادر جو بھی ان کے ہاتھ لگ سکتے تھے ان سب کو کھنگھال ڈالا۔

اہل مغرب کی یہ پیہم کوششیں جاری رہیں اور وہ اس کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے رہے۔ دینی اور سامراجی جذبے سے سرشار ہو کر انھوں نے ہماری تہذیب وثقافت سے متعلق ایسی منظم اور مرتب کتابیں پیش کیں کہ ہماری قوم کے مہذب اور مثقف حضرات کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں، اور ان کتابوں نے ان کے دلوں پر اپنا قبضہ جمالیا، بالخصوص جب انھوں نے اہل مغرب کے طرز و اسلوب کا ہماری قدیم علمی کتابوں سے موازنہ کیا تو وہ مستشرقین کی کتابوں سے پورے اِنہماک سے اِستفادہ کرنے لگے۔ انھیں ان کا علم اور وسعتِ علمی بھا گئی، وہ یہ گمان کر بیٹھے کہ مستشرقین حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتے ہیں اور انھوں نے جن امور میں ہم سے اختلاف کیا ہے ان میں ان کا فیصلہ زیادہ درست، راجح اور قابل حجت ہے۔ کیوں کہ وہ علمی اور تحقیقی اسلوب اِختیار کرتے ہیں اور وہ اس سے سرِ مو بھی اِنحراف نہیں کرتے ہیں۔ جب لوگ مستشرقین کے بارے میں اس حسن ظن کے شکار ہوئے تو اہل مغرب کی تحقیقات اور ان کے آراء وافکار پر اِعتماد کرنے لگے، ان مثقف حضرات کو اتنی بھی فرصت نہ مل سکی کہ ان اسلامی مصادر ومراجع کی طرف رجوع کر لیتے جن سے مستشرقین اور ان کے علاوہ مغربی محققین نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ رجوع نہ کرنے کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں:

(۱) ہمارے علمی مراجع کی طرف رجوع میں درپیش صعوبتیں۔

(۲) علمی تحقیقات کو منظر عام پر لانے کی جلد بازی۔

(۳) مشہور ومعروف حقائق کے خلاف اپنی نئی تحقیقات لانے کی خواہش جو کہ ہمارے علمی اور دینی حلقوں وغیرہ میں رائج ہے۔

ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ ہماری اپنی کمی، کم زوری اور اپنے آپ پر عدمِ اعتماد کا شعور مغربی محققین کے بالمقابل حد سے تجاوز کر گیا تھا، ان کا احترام اور ان کی قدر و قیمت

Marfat.com

ہماری نظروں میں بہت زیادہ ہو چکی تھی، اور ہمارے دلوں میں ان کے بارے میں خوش اِعتقادی گھر کر چکی تھی۔ لیکن جب ہمارے سیاسی شعور کی تحریکیں شروع ہوئیں اور اہل مغرب کے چنگل سے ہمیں سیاسی آزادی حاصل ہونے لگی، تو ہمارے اندر فکری آزادی کا جذبہ بیدار ہونے لگا، دوسروں کی فکر کے پابند رہنے کا خیال مٹنے لگا، اپنی ذات، تہذیب وثقافت اور علمی تراث کی قدر و قیمت کا احساس دلوں میں لہریں مارنے لگا، اپنے اسلامی تراث اور عقائد و قوانین کی معرفت کے لیے مستشرقین کی تحقیقات پر تکیہ کرنے کا موقف ہماری غیرت وحمیت کو جھنجھوڑنے لگا، اور شرمندگی کا اِحساس دلانے لگا، اور ہمارے مذہبی حلقوں وغیرہ میں خود اعتمادی اور بلند فکری کا شعور پروان چڑھنے لگا، تو ہم نے مستشرقین کی تحقیقات اور ان کے ذہنی اور سامراجی اغراض ومقاصد کے پس پردہ اسرار و رموز کی حقیقت تک رسائی کے لیے تگ و دو شروع کر دیا۔

ابھی تک ہم اسی منزل کی طرف گام زن ہیں اگر چہ یہ سلسلہ اب تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا ہے، اور ہمیں اپنی مکمل شخصی آزادی حاصل نہیں ہو سکی ہے، کیوں کہ اللہ رب العزت کی عادتِ کریمہ ہر چیز میں یوں ہی ہوتی ہے (یعنی اشیا کی تکمیل عموماً بہ تدریج ہوتی ہے)

اللہ کے فضل سے ہم اس منزل کی طرف ضرور پہنچیں گے، یہاں تک کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہماری نسلیں حیرت و اِستعجاب میں ڈوب کر کہیں گی کہ ہمارے آباء و اجداد مستشرقین سے اس قدر فریب زدہ تھے؟

ان شاء اللہ ایک دور ایسا آئے گا کہ ہم مغربی علوم، مغرب کے عقائد و مذاہب اور مغربی تہذیب و کلچر پر تحقیق وتنقید کرنے لگیں گے، اور ہماری آنے والی نسلیں مغربی تہذیب و ثقافت اور عقائد و مذاہب پر تحقیق وتنقید کا وہی معیار اور پیمانہ اپنائیں گی جو پیمانہ اور معیار اہل مغرب نے ہماری تہذیب وثقافت اور مذہبی علوم کی تنقید کے لیے اپنایا ہے، تو اس وقت ان کے علوم وعقائد میں اس سے کہیں زیادہ خامی اور کم زوری نظر آئے گی، جس کو کہ آج وہ تحقیق کے نام پر ہمارے علوم وعقائد کے ساتھ چسپاں کر رہے ہیں۔

Marfat.com

آپ ذرا خود غور فرمائیں کہ اگر مسلمان بھی اہل مغرب کی مقدس کتابوں اور علمی تراث کی تنقید میں وہی معیار اپنالیں جو معیار کہ مستشرقین نے قرآن وحدیث کی تنقید کے لیے اپنایا ہے تو کیا ان کی کتابوں اور تاریخی علوم میں کوئی ثبات اور اِستحکام رہ جائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

آپ ذرا سنجیدگی اور متانت سے سوچیں کہ اگر مسلمان بھی مستقبل میں مستشرقین کے وضع کردہ علمی تنقید کا وہی پیمانہ استعمال کریں جنھیں مستشرقین آج ہماری تاریخ اور ہمارے ائمہ کرام کی تحقیق وتنقید کے لیے اِستعمال کررہے ہیں اور انہیں اصولوں کی روشنی میں ان کی تہذیب وثقافت، مقدسات، فاتحین اور ان کے رہ نماؤں کا اگر تنقیدی جائزہ لیں تو کیا وہ شکوک وشبہات اور بدگمانی کا اس سے بدتر نتیجہ نہیں اخذ کریں گے؟ جتنا بدتر نتیجہ کہ آج مستشرقین ہماری تہذیب وثقافت اور ہمارے علما کے بارے میں اخذ کرتے ہیں۔ کیا ان کی یہ تہذیب وثقافت بے جان، ناپایہ دار اور بوسیدہ نظر نہیں آئے گی؟ اور کیا اس کلچر کے پروردہ علما، سیاست داں اور اُدبا (جن میں احترام، اخلاق، فضیلت اور ضمیر نام کا دور دور تک نام و نشان نہیں ہے) بے رونق اور پژمردہ نظر نہیں آئیں گے! ضرور بہ ضرور نظر آئیں گے۔

میری دلی خواہش ہے کہ میری قوم میں ایسے قلم کار پیدا ہوں جو اہل مغرب کے علما کی تاریخ اور اس کی تہذیب وثقافت پر قلم اٹھائیں تو وہی اسلوب اختیار کریں جو اسلوب کہ مستشرقین نے اختیار کیا ہے۔ مثلاً غلط روایتوں کو تلاش کرنا، عبارتوں کا من مانا مفہوم نکالنا، محاسن کو برائیوں کی شکل میں پیش کرنا اور مغرب کے اندر جو اچھائیاں ہیں ان کے بارے میں لوگوں کو بدظن کردینا۔ اگر ہمارے قلم کار ایسا کردیں تو ان کے علما اور ان کی تہذیب و ثقافت کا ایسا مضحکہ خیز اور بدنما منظر سامنے آئے گا کہ جسے دوسروں سے پہلے وہ خود ناپسندیدہ سمجھیں گے۔

کاش! کوئی شخص اس ذمہ داری کو قبول کرتا اور اہل مغرب نے تنقید کے جو پیمانے اپنائے ہیں وہ بھی وہی پیمانہ اپنا کر ان کے سامنے ان کے علوم وعقائد اور تہذیب وثقافت کی اصلی صورت پیش کرتا، تاکہ مستشرقین اپنے سر کی آنکھوں سے مطالعہ کرتے اور اپنے ماتھے

Marfat.com

کی نگاہوں سے دیکھتے کہ وہ اسلوب و پیمانہ کس قدر ان کے لیے وبالِ جان بن گیا ہے۔ (جس کے بارے میں ان کا یہ دعوٰی ہے کہ وہ اس اسلوب کو ہماری صحیح تاریخ وعقائد کی معرفت کے لیے استعمال کرتے ہیں) تو شاید وہ اس کے بعد عبارتوں کی تحریف وتبدیل سے باز آجائیں اور حقائق ومعارف کا اِنہدام جوان کا شیوہ رہا ہے اس پر شرم سار ہوں، ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

مَیں مکمل یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اب وہ دور چلا گیا جب ہم اپنے علوم وتاریخ کی معرفت کے لیے اہل مغرب کے مراجع پر اعتماد کرتے تھے، حالاں کہ ان کے پاس ہماری کتابوں اور تاریخ کے علاوہ ایک بھی مرجع نہیں تھا، اگرچہ ہم ماضی میں اس سے نا آشنا تھے۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ ہم اپنے مصادر سے جہالت کا حجاب اُٹھا پھینکیں۔ یہ بات تو نہایت ہی باعثِ شرم وعار ہے کہ ہم اپنے مصادر، عقائد اور علما کی معرفت کے لیے اہل مغرب کا سہارا لیں، جیسا کہ مستشرقین چاہتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہمارے دین اور ہمارے علما کے بارے میں شکوک وشبہات اور بدگمانی سے آمیز ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم مستشرقین کی تحقیقات کا سہارا چھوڑ دیں، کیوں کہ اب ہم اپنے مدفون علمی خزانے شائع کر چکے ہیں، ان پر پڑے ہوئے غبار کو جھاڑ چکے ہیں، اب ہمارے دل پاکیزہ شعور سے لب ریز ہو چکے ہیں اور ہمارے اندر آزادی کا جذبہ موج زن ہو چکا ہے۔

اتنی ساری تفصیل کے بعد بھی اب اگر کوئی ہمارے علوم کے بارے میں مستشرقین کے افکار ونظریات پر حسن ظن رکھتا ہے تو اسے میری کتاب ''السنة و مکانتها فی التشریع الإسلامی'' کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں مَیں نے مستشرقین کے افکار وخیالات پر بہت تفصیلی بحث کی ہے، اس کے علاوہ بھی دیگر کتابیں ہیں جو مستشرقین کی عیاریوں اور چال بازیوں کو بے نقاب کرتی ہیں جن کے مطالعے سے ان کی حقیقت منکشف ہو جائے گی اور ان کا صحیح چہرہ سامنے آجائے گا۔

اگر ہم گولڈ زیہر "Gold zihar" وغیرہ متعصب مستشرقین، تحریف کرنے والے اور گم

Marfat.com

راہ گر کے ساتھ اس طرح کا سخت رویہ اختیار کرتے ہیں تو ہم ان کے علاوہ ان منصف مستشرقین کی ناقدری نہیں کریں گے جنھوں نے ہماری قدیم قیمتی کتابوں کی نشر و اشاعت میں بہترین کردار ادا کیا ہے اور تلاشِ حقیقت جن کا اوڑھنا بچھونا رہا ہے، کیوں کہ علم کسی قوم کی اجارہ داری نہیں ہے۔ مذہب اسلام منزل من السما ایک دین ہے جو سارے عالم کے لیے بھیجا گیا ہے، اس کے فہم و ادراک کے تعلق سے کسی قوم کو دوسری قوم پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ہے، ہر شخص کو اس کے سمجھنے کا اختیار ہے، جتنا چاہے سمجھے، کوئی ممانعت نہیں ہے، فقط شرط یہ ہے کہ وہ زیورِ علم سے آراستہ ہو اور صفتِ علما سے متصف ہو۔ اِنصاف پسندی، حق گوئی، خلوص وللہیت اور خواہشات وتعصب سے نفس کی پاکیزگی ہی صفتِ علما ہے۔

Marfat.com

استشراق کے موضوع پر اہم عربی کتب

(۱)

نام کتاب : الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری۔ نام مصنف: ڈاکٹر عبدالمتعال محمد الجبری
زبان : عربی مطبع : مکتبہ وہبۃ، عابدین، قاہرہ
تعداد صفحات: ۲۹۴ سن اشاعت: ۱۹۹۵ء طبع : اوّل

تعارف مشمولات:

یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، دور حاضر کے ایک نہایت اہم موضوع ''استشراق'' سے متعلق ہے۔ اس کتاب کے مقصد طباعت کے بارے میں مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان فرماتے ہیں:

فھٰذہ دراسة عن الاستشراق واھدافه العامة، تکشف عن طریقة وطبیعة دراسة المستشرقین للاسلام وتاریخه والسیرة النبویة المطھرة، ورد علی اباطیلھم (۱)

''یہ استشراق اور اس کے عمومی اہداف کا مطالعہ ہے جس میں مستشرقین کے اسلام، تاریخ اسلام اور سیرتِ نبوی ﷺ کے متعلق مطالعات کے طریق کار اور رویے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جھوٹے الزامات کا رد کیا گیا ہے۔''

کتاب کے تین ابواب ہیں جن کو فصول کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان میں درج ذیل ترتیب سے استشراق اور مستشرقین کے اہداف ومقاصد کا محاکمہ کیا گیا ہے۔

باب اوّل: استشراق اور اس کے اہداف: (صفحہ ۱۱ تا ۱۷۴)

اس باب میں استشراق کا عمومی تعارف اور مستشرقین کے اہداف ومقاصد کا بیان ہے۔ ان میں علمی، اقتصادی، سیاسی، تبلیغی ومشنری اہداف ومقاصد کا جامع تجزیہ کیا ہے۔

باب دوم: تاریخ استشراق (صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۶)

دوسرا باب تاریخ استشراق سے متعلق ہے جس میں اندلس، فرانس، صقلیلہ، اٹلی، روس، ڈنمارک، ہالینڈ، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں استشراقی مقاصد کے لیے کیے گئے کام اور اس میں شامل مستشرقین کا ذکر کیا ہے۔

---

(۱) الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری، مکتبہ وہبۃ، عابدین، قاہرہ، طبع اوّل ۱۹۹۵ء، ص ۷

Marfat.com

باب سوم: مستشرقین اور ان کی تحریروں کا جائزہ (صفحہ ۲۰۷ تا ۲۸۴)

اس حصے میں مستشرقین کے تحریری کام کا جامع جائزہ پیش کیا ہے۔ اس جائزے میں مصنف نے ہر پہلو سے مستشرقین کے کام کو تنقیدی نقطۂ نظر سے دیکھا ہے۔ ان کے نہاں تعصب، علمی خیانتوں، عمداً تحریفات اور غیر ثقہ روایات کے ذریعے اسلام کے متفق علیہ معاملات کو مشکوک بنانے کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مشہور عام تاریخی حقائق و واقعات کی تحقیق کر کے اصل صورت حال قاری کے سامنے پیش کی ہے۔ مثلاً کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کا الزام مسلمانوں پر لگانا، تورات و انجیل کی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پیش گوئیوں میں یہود و نصاریٰ کی تحریف، تاریخ، کون ڈی پرسی وال (۱۸۳۵ء) (Jean-Jacques-Antoine Caussin De Perceval) کی کتاب ''تاریخ الاسلام'' میں مکہ اور کعبہ کا پانچویں صدی عیسوی سے پہلے وجود نہ ہونے کے بارے میں ہرزہ سرائی، بنو اُمیہ پر بلاوجہ جنگ و جدل اور ہوس ملک گیری کے اتہام، اسلامی فتوحات کے بارے میں پھیلائے گئے شکوک وشبہات وغیرہ۔

(۲)

نام کتاب : موسوعۃ المستشرقین نام مصنف: ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی
زبان : عربی مطبع : دارالعلوم للملائین، بیروت لبنان
تعداد صفحات: ۶۴۰ سن اشاعت : جولائی ۱۹۹۳ء طبع : ثالث

تعارف مشمولات

یہ کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، مستشرقین کا دائرہ معارف ہے۔ مصنف نے انتہائی محنت اور توجہ سے انحائے عالم سے مستشرقین کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے اس مجموعے میں جمع کر دی ہیں۔ استشراق اور مستشرقین کے موضوع پر تحقیق کرنے والے افراد کے لیے اس کتاب سے صَرف نظر کرنا بہت مشکل ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں الف بائی ترتیب کے ساتھ دوسو تاسی (۲۸۷) مستشرقین کے مکمل کوائف جمع کر دیے ہیں۔ ان کوائف میں مستشرقین کے حالات زندگی، تعلیم تربیت، علمی و تحقیقی کام اور ان کی کتب، مقالات، تراجم وغیرہ کا تعارف شامل ہے۔ کتاب میں کوئی مقدمہ یا ابتدائیہ نہیں ہے، جس سے یہ جاننے میں بہت مشکل پیش آتی ہے کہ مصنف نے خود کن حالات میں اس کٹھن کام کو انجام دیا ہے۔ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے زیر اثر اس نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا اور ان اعداد وشمار کے حصول میں اس کو کس قدر مسائل ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح خود مصنف کے اپنے حالات وکوائف کا بھی کوئی ذکر اس کتاب میں نہیں ہے۔

مستشرقین کا ذکر کرنے کے علاوہ فاضل مصنف نے دو مبسوط مقالات بھی کتاب میں شامل کیے ہیں۔ پہلا مقالہ یورپ میں پریس کے آغاز اور خاص طور پر قرآن مجید کی طباعت کی تاریخ کے بارے میں مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ لاطینی اور یونانی زبانوں میں عربی کی لغات کی طباعت کی

Marfat.com

تاریخ بیان کی گئی ہے۔ دوسرے مقالے میں یورپ، ایشیا اور کئی دوسرے ممالک میں قرآن مجید کی طباعت واشاعت کی تاریخ بڑی جامعیت سے ذکر کی گئی ہے۔ یہ دونوں مقالات اگر کتاب کے آغاز یا آخر میں ہوتے تو قارئین کے لیے بہت مفید ثابت ہوتے لیکن مصنف نے ان کو کتاب کے تقریباً وسط میں مستشرقین کی الف بائی ترتیب کے اندر بالترتیب (م: مطبع، معجم اورق: قرآن) کے ذیل میں درج کیا ہے۔ اس کا نتیجہ، لامحالہ یہ نکل سکتا ہے کہ کتاب کو سرسری طور پر دیکھنے والا قاری اتنے اہم مقالات سے محروم رہ سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں تمام مشمولات کی فہرست دی گئی ہے جس میں الف بائی ترتیب کے ساتھ تمام مستشرقین کی فہرست بھی موجود ہے۔

(۳)

نام کتاب : الاسلامیات، بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین
نام مصنف : ابوالحسن علی الندوی
مطبع: مؤسسہ الرسالہ، بیروت، لبنان
سن اشاعت : ۱۹۸۶
زبان : عربی
تعداد صفحات : ۸۲
طبع : ثالث

تعارف مشمولات:

یہ کتاب برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین اور محقق ابوالحسن علی ندوی کی تحقیق پر مبنی ہے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ، انڈیا نے ۲۱ تا ۲۳ فروری ۱۹۸۲ء میں ''شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ'' کالج میں استشراق کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کی صدارت علامہ یوسف القرضاوی نے کی۔ کانفرنس میں عالم اسلام کے معروف علما و محققین نے شرکت کی اور اپنے مقالات پیش کیے۔ زیرِ نظر کتاب اسی کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالے پر مشتمل ہے جو مولانا ابوالحسن علی ندوی نے پیش کیا۔ مقالے میں ابتدائی کلمات میں فاضل مصنف نے اسلام کی نظر میں حق گوئی، عدل و انصاف اور پاس امانت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرنے کے بعد مستشرقین کی ان کوششوں کا اعتراف کیا جو انھوں نے اسلامی علوم کے سلسلے میں کی ہیں۔ ان میں پروفیسر ٹی- ڈبلیو آرنلڈ (T.W. Arnold) اسٹینلے لین پول (Stanley Lane Pool) ڈاکٹر سپرنگر (Dr. Aloys Sprenger)، ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane) اے جے ونسنک (A.J. Wensinck) جی- بی- سٹرینج (G.B.Strenge) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مستشرقین کی کتب میں موجود خامیوں، کوتاہیوں اور متعصبانہ تحریروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کو ایسے (Drain Inspector) سے تشبیہ دی ہے جس کو صرف گندگی ہی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے اسلامی دنیا کا ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کی علمی غفلت اور کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کو اسلامی علوم کے سلسلے میں غیر مسلم مستشرقین کی کتب سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے مسلم دنیا کے علما و محققین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اغلاط سے پاک اور خالص اسلامی

Marfat.com

تحقیق پر توجہ دیں اور مستشرقین کی تصانیف کا تنقیدی جائزہ لیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے تعصب اور اسلام دشمنی کے باعث احقاق حق کے بجائے اسلامی تعلیمات وافکار کو دھندلانے اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے آخر میں انھوں نے یورپ، عرب، ایران، ترکی، پاکستان اور ہندوستان کے کچھ اداروں، محققین اور ان کی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے۔

(۴)

نام کتاب : المستشرقون الناطقون بالانجیلزیة
نام مصنف : ڈاکٹر عبداللطیف الطیباوی (ترجمہ: ڈاکٹر قاسم السامرانی)
زبان : عربی مطبع: ادارۃ ثقافۃ والنشر جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ
تعداد صفحات: ۲۱۶ سن اشاعت : ۱۹۹۱ء

تعارف ومشمولات:

ڈاکٹر عبداللطیف طیباوی (۱۹۱۰ مئی- ۱۹۸۱ء) ایک بہترین محقق اور استاد تھے۔ انھوں نے ایک طویل عرصہ تک یورپی مستشرقین کی تصانیف، اسلامی علوم کے بارے میں ان کی تحقیقات اور ان کے پس پشت مقاصد کا مطالعہ کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب ان کی انگریزی کتاب "English Speaking Orientaists" کا عربی زبان میں ترجمہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں مستشرقین کے طریق کار، اسلوب، تالیفات اور مقاصد کا بڑی خوبی اور کامیابی سے احاطہ کیا ہے۔

کتاب کا پہلا مقدمہ ''تقدیم'' کے نام سے، مدیر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی نے لکھا ہے اور مصنف اور کتاب کے مشمولات کا جامع تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ''المقدمہ'' کے نام سے مترجم ڈاکٹر قاسم سامرانی کے قلم سے لکھا ہوا مقدمہ ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی بنیاد، ڈاکٹر طیباوی کے دو مقالات ہیں۔ ان میں سے ایک مجلہ ''العالم الاسلامی'' امریکہ میں ۱۹۶۳ء، مجلہ ''المرکز الثقافی الاسلامی'' لندن میں ۱۹۶۴ء، انگریزی و جرمن زبانوں میں ۱۹۶۵ء اور فارسی زبان میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر طیباوی نے کتاب کے آغاز میں استشراق کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ کوئی نئی تحریک نہیں ہے، بلکہ اس کا آغاز حضور ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہوگیا تھا۔ یہود ونصاریٰ نے ہمیشہ اسلام کی مخالفت کی اور اس کی روشن تعلیمات کو دھندلانے کی کوشش کی۔ انھوں نے (معاذ اللہ) اسلام کو شیطانی مذہب، قرآن مجید کو خرافات کا مرقع اور رسول اللہ ﷺ کو نبی کاذب قرار دیا۔ ان کی دشمنی وعداوت میں مزید شدت صلیبی جنگوں کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ مصنف نے اسلامی علوم کے متعلق انگریزی زبان میں کیے جانے والے مستشرقین کے کام کا جامع تعارف پیش کرتے ہوئے ان کے پس پشت مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

زیرنظر کتاب کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں آٹھ فصول اور دوسرے باب میں چھے فصول ہیں۔ آخر میں چار ضمیمہ جات ''جریدۃ الاشارات والتعلیقات'' کے نام سے حوالہ جات اور اقتباسات کی فہرست اور فہرست مضامین دی گئی ہے۔

(۵)

نام کتاب : الاستشراق، والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری
نام مصنف : ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق زبان : عربی
مطبع : دارالمعارف، کورنیش النیل، قاہرہ صفحات : ۱۶۹
سن اشاعت: ۱۹۹۷ء طبع : اوّل

زیرِنظر کتاب تین فصول پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں ''کلمۃ الی القاری'' کے عنوان سے مصنف نے کتاب کی تالیف کے اسباب اور وجوہات کو بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی بنیاد مصنف کا ایک لیکچر ہے جو آپ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۸۲ء میں ''الاسلام والاستشراق'' کے عنوان سے دوحہ، قطر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں دیا تھا۔ مذہبی و دینی امور کی وزارت نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس کو مزید تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کرنے کی گزارش کی۔ چنانچہ مصنف نے ۱۹۷۹ء میں کتاب ''الاسلام فی الفکر الغربی'' تصنیف کی۔ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ''الاسلام فی مراۃ الفکر الغربی'' کے عنوان سے مزید اضافات کے ساتھ، دارالفکر العربی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ زیرِنظر کتاب ایک لحاظ سے ان سب کتب کی جامع ہے۔ اس میں سابقہ کتب کے مباحث کے ساتھ ساتھ نئے اضافات بھی کیے گئے ہیں۔

ابتدائی تعارف کے بعد مقدمہ ہے جس میں مصنف نے استشراق کی اہمیت اور مغربی دنیا اور عالم اسلام میں مغربی مفکرین کی تحقیقات کے اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے بقول یورپی محققین نے اپنی تحریروں میں اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کی۔ ان کی معلومات کا سارا انحصار اور دارومدار مغربی مفکرین کی تحریروں پر ہے۔ وہ اسلام کو اس کے اصل مصادر کے ذریعے سے نہیں جان پائے۔ اس وجہ سے جو فکری لغزشیں ان کے پیش رو مفکرین نے کی ہیں، بعد میں آنے والے تمام محققین اور مفکرین انھی کو تھامے ہوئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور فکر کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے اصل مصادر سے رجوع کیا جائے۔ ان مفکرین کے کام کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نہایت مفید کام پر مشتمل ہے، جس میں عربی مخطوطات کی ترتیب و تدوین، لغات، معاجم اور فہارس کی تیاری ہے۔ اسی طرح اسلامی علوم وفنون سے متعلق بہت ساری مفید تحقیق ان کے ہاتھوں سے انجام پائی ہے لیکن اس کے برعکس ان کے کام کا دوسرا حصہ جو قرآن، سنت، حدیث، تاریخ اور اسلامی احکام ومصالح سے متعلق ہے، اس میں ان لوگوں نے متعلقہ علوم وفنون سے ناواقف ہونے اور اصل مصادر تک رسائی نہ ہونے کے باعث ٹھوکر کھائی ہے اور غلط توجیہات کی ہیں۔

کتاب کی پہلی فصل ''مدخل تاریخی'' میں تحریک استشراق کے آغاز، اہداف اور اس کے ارتقا کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسری فصل ''المتشرقون و موقفھم من الاسلام'' میں مختلف اسلامی علوم

Marfat.com

وفنون کے میدانوں میں مستشرقین کے تحقیقی و تصنیفی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً تدریس، مخطوطات کی تدوین وحفاظت، تحقیق وتصنیف، ترجمہ، تاریخ ادب عربی، دائرۃ المعارف الاسلامیہ اور معاجم وغیرہ۔ اسی طرح اس فصل میں مستشرقین کی طرف سے قرآن، حدیث، سنت، شریعت اور دیگر اسلامی علوم کی غلط تفہیم اور تعبیر کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ تیسری فصل میں تحریک استشراق کے بارے میں مسلمانوں کے موقف کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے لیے مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ آخر میں فہرست مشمولات اور اس سے پہلے ایک ضمیمہ "مرکز الدراسات والموسوعات الاسلامیہ" ہے۔ یہ مرکز مصنف کی کوشش اور توجہ کے نتیجے میں وزارت اوقاف کی زیرنگرانی ۱۹۹۶ء میں قائم ہوا۔ اس کا مقصد اسلامی کتب کو عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا، اسلامی تعلیمات سے متعلق مستشرقین اور دیگر غیر مسلم محققین کی طرف سے کیے گئے اعتراضات اور شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا اور غیر اسلامی فکر کے مقابلے میں مسلم محققین اور علما کو تیار کرنا ہے۔

(۶)

نام کتاب : الاستشراق والمستشرقون (مالھم وماعلیھم)

نام مصنف : ڈاکٹر مصطفی السباعی زبان : عربی

مطبع : دارالوراق للنشر والتوزیع تعداد صفحات: ۸۸

کتاب کا مقدمہ مصنف کے فرزند، حسان مصطفیٰ السباعی نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آج کا مسلمان اپنی عظیم الشان اور عدیم المثال تاریخ کے سامنے شرمندہ کھڑا ہے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ آج ہمارے بچوں کو جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ غیر مسلم محققین کا دریافت کردہ مسموم علم ہے اور ان کا بنیادی مقصد اسلامی تہذیب وثقافت، آداب واخلاق اور علوم ومعارف کو دھندلانا اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں تاریخ استشراق اور مستشرقین کے اسلام پر کیے گئے حملوں کے کچھ گوشوں کی نشان دہی کی ہے۔ (۱)

مصنف نے آغاز میں استشراق کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ تاریخ سے اس معاملے کی کوئی مستند اور متعین ریکارڈ دستیاب نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے اہل مغرب میں سے کس نے استشراق کا آغاز کیا۔ البتہ تاریخی ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اندلس کی اسلامی سلطنت کی علمی ترقی اور عروج کے زمانے میں کئی مغربی پادریوں اور علما نے وہاں کی جامعات میں مسلمان اساتذہ سے علم حاصل کیا اور قرآن اور عربی زبان کی دیگر کتب کو اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔ ان لوگوں میں فرانسیسی پادری جربرٹ (Jerbert) جو ۹۹۹ء میں رومی کلیسا کا پوپ بنا، پطرس محترم ((1092-1156 اور جیرارڈ ڈی

---

(۱) اس کتاب کے کچھ حصے مجلہ "حضارۃ الاسلام" میں اور کچھ "السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی" میں شائع ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

کریمون ((1114-1187 شامل ہیں۔ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے ممالک میں اسلامی علوم ومعارف کے مطالعے کے لیے مدارس قائم کیے اور عربی کتب کے یورپی زبانوں میں ترجمے کا کام شروع کیا۔

اس کے بعد استشراق کے اہداف ومقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ، قرآن مجید، شریعت اور فقہ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

(۲) اسلامی تہذیب اور افکار کو دھندلانا اور یہ دعوٰی کرنا کہ یہ رومی تہذیب سے مستعار ہیں۔

(۳) مسلمانوں کے مستند علما اور ان کے کام میں شکوک پیدا کرنا۔

(۴) اسلامی اخوت کو ختم کر کے، علاقائی اور لسانی تعصبات کو تخلیق کرنا۔

(۵) سیرت، قرآن اور دیگر علوم کے بارے میں کتب کی تصنیف اور ان کی نصوص میں عمداً تحریف کرنا۔

(۶) اسلامی ممالک میں بتشیری (مشنری) وفود بھیجنا اور انسانی حقوق اور رفاہی کاموں کے پردے میں عیسائیوں کے فروغ کے لیے کام کرنا۔

اس کے بعد اس مقصد کے لیے جاری کیے گئے مجلات کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ ان مستشرقین اور ان کے تصنیفی کام کا ذکر بھی کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔ مثلاً آربری (A.J.Arberry)، الفرڈ جیوم (A.Geom) بیرن گراڈی واکس (Baron Garra De Vaux)، گب (H.A.R.Gibb) گولڈ زیہر (Gold Ziher) جون مائنارڈ (Mynard)، زویمر (S.M.Zweimer) عزیز عطیہ سوریال، گرونبام (G.V.Grunbaum) فلپ حتی (Philip Hitti) اے جے ونسنک (A.J. Wensink) لوئی میسینون (L.Massignon) ڈی بی میکڈونلڈ (D.B MecDonald) ڈی ایس مارگولیوتھ (D.S. Margoliouth) آر اے نکلسن، ہنری لیمنس (Henry Lammens) جوزف شاخت (J. Schacht) شامل ہیں۔

(۷)

نام کتاب : المستشرقون والحدیث النبوی نام مصنف : ڈاکٹر محمد بہاء الدین

زبان : عربی مطبع : دار النفائس للنشر والتوزیع، العبدلی، عمان

طبع : اوّل تعداد صفحات: ۳۲۱ سن اشاعت : ۱۹۹۹ء

یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں کو عسکری میدان میں شکست دینے کی بہت ساری کوششیں کیں لیکن کوئی بھی ایسی کوشش اسلام اور اس کے پیغام کو ختم نہیں کر سکی۔ اسلام میں وہ قوت موجود ہے جو آب حیات کی طرح مسلمانوں میں پھر سے زندگی کی روح پھونک دیتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ایک نئے میدان کا انتخاب کیا اور اسلامی تعلیمات میں شکوک پیدا کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔

مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دین کی تکمیل کر کے اس کو عملی شکل میں نافذ کیا ہے۔ اس لیے آپ کا اسوۂ حسنہ زندگی کے تمام معاملات، عقائد واحکام، عبادات ومعاملات، آداب وغیرہ میں مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے صحابہ کے ذریعہ

Marfat.com

سے ریکارڈ ہوگیا ہے جو کہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر مستشرقین کی پوری کوشش ہے کہ اس کو مشکوک اور غلط ثابت کر کے مسلمانوں کو ان کے نبی سے دور کیا جائے۔ اس لیے وہ لوگ چند موضوع اور ناقص روایات کا سہارا لے کر اور احادیث کے الفاظ میں لفظی و معنی تحریف کر کے پورے ذخیرۂ حدیث کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ روایات کی چھان بین کے وہی طریقے استعمال کر رہے ہیں جو خود مسلمانوں نے ایجاد کیے تھے لیکن ان سے ان کا مقصد روایات اور راویوں کے بارے میں شکوک پیدا کرنا، روایت کی تاریخی حیثیت کو دھندلانا اور مسلمانوں کو ان کے علمی ورثے سے دور کرنا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے مستشرقین کی ناپاک کوششوں کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب چھے فصول پر مشتمل ہے۔ آغاز میں حدیث کا تعارف اور اس کی اہمیت کا بیان ہے۔ فصل اول میں حدیث کی تحقیق اور مطالعات میں مستشرقین کے طریق کار اور مقاصد کو بیان کیا ہے۔ فصل دوم میں تدوین حدیث کی تاریخ اور اس کے بارے میں مستشرقین کے نظریات اور کام کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں سند حدیث کے بارے میں مستشرقین کی آرا کا بیان ہے۔ چوتھی اور پانچویں فصل بالترتیب، متنِ حدیث اور رجالِ حدیث کے بارے میں ہے۔ چھٹی فصل میں مجموعی طور پر مستشرقین کے باطل اتہامات و شبہات کے مشہور مسلم علما و مفکرین پر اثرات کا بیان ہے۔ اس فصل میں معروف مصنفین شیخ علی عبدالرزاق، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، احمد امین، محمود ابوریہ پر مستشرقین کی زہر آلود تحریروں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۸)

نام کتاب : دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الاستشراقیۃ (اضالیل واباطیل)
نام مصنف : ڈاکٹر ابراہیم عوض زبان : عربی مطبع : مکتبۃ البلد الامین، مصر
تعداد صفحات : ۲۸۶ سن اشاعت : ۱۹۹۸ء طبع : اوّل

زیرِ نظر کتاب دراصل "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" کا تنقیدی جائزہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر ابراہیم عوض استاد کلیہ آداب، جامعہ عین شمس، مقدمۃ الکتاب میں تصنیف کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ گزشتہ چند دہائیوں سے مغربی مفکرین اسلامی علوم وفنون، تاریخ، تہذیب وثقافت اور دیگر امور کے بارے میں ایک جامع انسائیکلو پیڈیا کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ دائرہ معارف انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

اس کا ایک مختصر ایڈیشن "Shorter Encyclopaedia of Islam" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کے مطالعے سے اسلام، رسول اللہ ﷺ، قرآن، عقائد اور شریعت کے بارے میں مستشرقین کے معاندانہ جذبات کا واضح اظہار ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے علمی دیانت اور انصاف سے تو کیا کام لینا تھا، عام اخلاقی اقدار کا پاس بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ اس میں جگہ جگہ علمی منہج سے انحراف کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور تاریخی روایات میں عمداً معنوی اور لفظی تحریف کی سیکڑوں مثالیں نظر آتی ہیں۔ ان لوگوں نے جو معنی اختیار کیے

Marfat.com

ہیں ان کے لیے کوئی معقول سند یا جواز تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ مصنف نے قرآن مجید، نبی کریم ﷺ، عقائد، امورِ فقہ، تاریخ، لغوی مسائل اور قرآنی نصوص میں تحریف کی بے شمار مثالیں کتاب میں درج کی ہیں۔ مستشرقین نے قرآن مجید کو حضرت محمد ﷺ کا کلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مصنف نے قرآن اور احادیث کی بے شمار مثالوں سے واضح کیا ہے کہ قرآن اور حدیث میں اسلوب کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق ہے۔ قرآن میں بہت سے ایسے اسالیب، الفاظ، حروف پائے جاتے ہیں جن کی کوئی مثال حدیث میں نہیں ملتی۔ اگر قرآن محمد ﷺ کا کلام ہوتا تو ان اسالیب کا کچھ نہ کچھ شائبہ احادیث میں بھی نظر آتا۔ لفظ ''اسلام'' کا ترجمہ (Peace) کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلمان مفسرین نے اس کا ترجمہ عیوب اور نقائص سے پاک کیا ہے۔ اسی طرح لفظ ''باری'' کے بارے میں مکڈونلڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے عبرانی زبان سے مستعار لیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اسی انسائیکلو پیڈیا میں لفظ ''محمد'' کے ذیل میں آپ ﷺ کے عبرانی زبان سے قطعاً نابلد ہونے کا ذکر موجود ہے۔ مستشرقین کے مقالہ جات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن اور عربی زبان سے بھی ناواقف ہیں۔ گولڈ زیہر نے اپنے مقالہ ''فقہ'' میں دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں نے یہ لفظ اور اس کا مفہوم یونانی الفاظ (Juris Prudentis) سے اخذ کیا ہے۔ جبکہ قرآن مجید، احادیث اور عرب لٹریچر میں کثرت سے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ توبہ: ۱۲۲، ترمذی: ۲۱، ابن ماجہ: مقدمہ، ابوداؤد: کتاب العلم، موطا: کتاب الجنائز، دارمی: مقدمہ وغیرہ۔ مارٹینس تھیوڈورس ہوٹسما ((Martinus Theodorus Houtsma)1851-1943) نے اپنے مقالے میں تین نمازوں کا دعویٰ کیا ہے۔ (۱)

اسی طرح "ان من ادرك مع الجماعة ركعة" میں "اتم الصلوٰة" کا ترجمہ (Achieved the Salat) کیا ہے۔ یعنی اس کی جماعت مکمل ہوگئی۔ جب کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت بھی مل گئی اس کو جماعت مل گئی اور جو رکعتیں رہ جائیں وہ بعد میں مکمل کی جائیں۔ (۲)

اسی طرح رمضان میں دس روزوں، زکوٰۃ وصدقات اور ان کے مصارف کی غلط تشریح، شعائرِ اسلام اور مناسکِ حج مثلاً رمی جمرات، سعی، طواف وغیرہ کو بت پرستوں کے شعائر قرار دینا اور اس جیسے بیسیوں افتراءات پر مصنف نے کڑی گرفت کی ہے۔ (۳)

ان فاضل مستشرقین کی نام نہاد عربی دانی، اسلامی علوم پر گرفت اور علم وفضل کی بے شمار مثالیں پیش کر کے مصنف نے واضح کیا ہے کہ یہ انسائیکلو پیڈیا محض رطب و یابس کا مجموعہ ہے۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ مقالہ عید الاضحی میں صاحب مقالہ نے لکھا ہے: ''عید الاضحی کے موقع پر قربانی سنت ہے اور پھر اس کی وضاحت

---

(۱) دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الاستشراق بحوالہ ڈاکٹر ابراہیم عوض، مکتبۃ البلد الامین، مصر ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۷

(۲) ایضاً، ص ۱۱۸ (۳) ایضاً، ص ۱۲۵

Marfat.com

فرمائی ہے کہ یہ سنت ہر آزاد اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر فرض ہے۔اب ان مستشرقین فاضلین سے کون پوچھے کہ ایک سنت فرض کیسے ہوگیا۔"(۱)

ان مستشرقین کی ذہنی پستی اور کج روی کی مثال واقعۂ افک سے متعلق بیان سے ظاہر ہوتی ہے، جس کے بارے میں جوزف شاخت (Joseph Schacht) (1902.1969) نے یہ الفاظ درج کیے ہیں:

"A Isha's Notorioius Adventure"(۲)

(۹)

نام کتاب : مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین

نام مصنف : علی بن ابراہیم النملۃ زبان : عربی

مطبع : مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الریاض تعداد صفحات: ۶۰

سن اشاعت: ۱۹۹۳ء طبع : اوّل

مصنف علی بن ابراہیم جامعہ امام محمد بن سعود میں "قسم المکتبات والمعلومات" میں استاد ہیں۔کتاب کے مقدمے میں مصنف نے استشراق کے دو مقاصد بیان کیے ہیں:

۱) مغرب میں اسلام کی اشاعت کو روکنا اور اہلِ مغرب کو اسلام سے بچانا۔

۲) مسلمانوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے مسلمان ممالک، ان کی ثقافت، عقائد و آداب اور رسوم و رواج کو جاننا۔

اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اہلِ مغرب انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور ہالینڈ نے انیسویں صدی میں مسلم ممالک پر قبضے کے بعد وہاں کی ساری علمی میراث، کتب، مخطوطات وغیرہ کو اپنے ممالک میں منتقل کیا۔ استشراقی مطالعات کا آغاز تو اندلس کی اسلامی سلطنت کے زمانے سے ہو چکا تھا لیکن صلیبی جنگوں کے زمانے میں اہلِ مغرب نے اس کو خصوصی مطالعے کا ہدف بنایا۔مسلمانوں نے اہل مغرب کی اس حکمت عملی کو بہت دیر میں محسوس کیا۔بیسویں صدی میں مصر اور شام کی علمی تحریک سے پہلے کسی مسلمان ملک نے مستشرقین اور ان کی تحقیقات کے منفی اثرات کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔مستشرقین چونکہ سارا علمی سرمایہ اپنے ممالک میں لے گئے تھے، لہٰذا انھوں نے ان کتب و مخطوطات کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھا اور ان کو شائع کر کے اسلامی دنیا میں پھیلا دیا۔ان میں معنوی تحریف کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔(۳) ان مستشرقین کی تحریروں سے متاثر ہو کر اسلامی ممالک میں ایسے بہت سے مفکرین پیدا ہو گئے ہیں جو سلف صالحین کے منہج سے انحراف پر قائم ہیں۔ مصنف نے معروف مستشرقین کی تحریروں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ زیادہ تر مستشرقین نے اسلامی افکار کے مطالعے میں تعصب اور بد دیانتی سے کام لیا ہے اور ان کے پیش نظر علمی مقاصد سے زیادہ کچھ اور مذموم

---

(۱) ایضاً، ص ۱۲۸ (۲) ایضاً، ص ۱۵۰

(۳) مصادر المعلومات، علی بن ابراہیم النملۃ، مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الریاض، ص ۱۲

Marfat.com

مقاصد تھے۔ معنوی تحریف کی مثالیں تو تمام کتب سے مل جاتی ہیں، جوکہ مستشرقین کی علمی بددیانتی کا بین ثبوت ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے مخطوطات میں لفظی تحریف بھی کر دی ہو۔ مصنف نے معروف مستشرقین اسٹیفن فیلڈ، اولریش ہارمان، منٹگمری واٹ، ہینرش بیکر، برنارڈ لوئیس، نورمن ڈینیل اور میکسم رودنسن کی تحریروں کے حوالے سے اپنی بات کو مؤکد کیا ہے۔ (۱)

ان مفکرین نے اسلامی علوم کے مطالعات میں مستشرقین کے تعصب اور بددیانتی کا واضح اعتراف کیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک مستشرق ''بریستد'' کا قول درج کرتے ہیں جو مصنف نے اس کی کتاب ''انتصار الحضارۃ ص ۳۰۸ سے نقل کیا ہے:

یریدون قتل حضارۃ الشرق عمدًا الانهم یریدون اخفاء الحقیقة (۲)

مصنف نے لکھا ہے کہ مستشرقین کی تحریروں کے متعلق عالم اسلام میں دو قسم کے رویے ہیں: ایک قبول مطلق اور دوسرا مطلق رد۔ مصنف ان کے بین بین رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ چونکہ مستشرقین کی علمی بددیانتی ثابت ہے اس لیے مسلمانوں کو مستشرقین کی تحریروں کو نہ تو بلا تحقیق من وعن تسلیم کرنا چاہیے اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر رد کر دینا چاہیے۔ بلکہ ان میں موجود اسہامات کا علمی بنیادوں پر رد کرنا چاہیے۔ ان کے جواب کے لیے عالم اسلام کو سنجیدہ علمی کوششیں کرنی چاہئیں۔

(۱۰)

نام کتاب : معجم افتراءات الغرب علی الاسلام نام مصنف : انور محمود زناتی

زبان : عربی تعداد صفحات : ۲۳۲

زیرِ نظر کتاب مغربی مستشرقین کے اسلام اور مسلمانوں پر الزامات اور اتہامات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مصنف نے معروف مسلم محققین کی تحریروں سے استفادہ کر کے ایک جامع مجموعہ بہترین ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ آغاز میں مسلم مفکرین و مصنفین کی فہرست بھی دی ہے۔ جنھوں نے اپنی زندگیاں مستشرقین کے مقابلے کے لیے وقف کر دی ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں مصنف اس تصنیف کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ دشمنانِ اسلام مختلف بھیس بدل بدل کر اسلامی تعلیمات کو مشکوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا سارا زور اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث، فقہ، سیرت، اسلامی احکام و عقائد، عبادات، تاریخ میں شکوک وشبہات پیدا کریں۔ اس سلسلے میں یہ لوگ علمی دیانت و اخلاقیات کا بھی پاس نہیں رکھتے۔ عربی زبان اور اسلامی علوم کو جانے بغیر ہمیشہ منفی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کتب علمی خیانتوں، زبان و بیان کی اغلاط اور سوئے فہم سے بھرپور ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے ترتیب وار مستشرقین کے افتراءات کا ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ اس میں تقریباً تمام اہم مستشرقین اور ان کے اعتراضات کا ذکر اور ان کا رد

---

(۱) مصادر المعلومات، ص ۱۴

(۲) مصادر المعلومات، ص ۱۶

Marfat.com

بیان کر دیا گیا ہے۔ مصنف کا طریق کار یہ ہے کہ وہ الف بائی ترتیب کے ساتھ پہلے مستشرق کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے عائد کردہ الزام کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کا مدلل جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

مثلاً کارل بروکلمان اور بودلی کا یہ اعتراض بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تجارتی اسفار کے دوران یہود ونصاریٰ سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مختلف چیزیں اخذ کیں۔ مثلاً بحیرہ راہب وغیرہ۔ مصنف لکھتے ہیں کہ اول تو بحیرہ نامی کسی راہب کی تاریخ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر مؤرخین نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ جن واقعات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجارتی قافلے تھوڑی دیر ستانے کے لیے اس کے پاس ٹھہرتے اور خوراک پانی لے کر آگے چل دیتے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر بھی اتنی نہیں تھی کہ آپ اس سے اتنی دقیق معلومات اخذ کرتے جن کی بنیاد پر نبوت جیسا عظیم الشان دعویٰ کیا جا سکتا۔

اسی طرح مستشرقین کے اس الزام کے جواب میں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ مصنف نے کارادی واکس ۱۸۶۷ (Barron Bernard Carra De Vaux) (۱۹۵۳ء) اور کارلائل جیسی مستشرقین کی آرا نقل کر کے ثابت کیا ہے۔ یہ الزام محض افترا اور کذب بیانی ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۱)

نام کتاب : المستشرقون والاسلام نام مصنف : زکریا ہاشم زکریا

زبان : عربی تعداد صفحات: ۶۱۵

سن اشاعت: ۱۹۶۵ء

مصنف مقدمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ اس کا آغاز اور ارتقا تاریخ میں محفوظ ہے اور اس کی کوئی سرگرمی زمانہ قبل از تاریخ سے متعلق نہیں ہے۔ اسلام کی اشاعت کسی اسلحہ، افواج اور جنگ وجدل سے نہیں ہوئی بلکہ امن وسلامتی کے پیغام، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور تکریم انسانیت کی مرہونِ منت ہے۔ اس کے احکام وحقائق کو جاننے کے مصادر قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ مستشرقین اسلام کی اشاعت سے خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کو ان کے اصل راستے سے ہٹا کر الحاد اور بے دینی کی جانب لانا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی پوری قوت سے اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ مسلمانوں کے اندر بے دین اور گمراہ فرقوں کی پشت پناہی کرنے کے ساتھ ساتھ علمی بنیادوں پر اسلامی تعلیمات میں غیر اسلامی چیزیں داخل کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب گیارہ فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل مغربی فکر اور اسلام کے مقارنہ پر مشتمل ہے۔ دوسری فصل میں اسلامی تعلیمات کی امتیازی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مسیحیت کے ظہور اور عروج کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تحریک استشراق کے آغاز اور ارتقا پر بحث ہے۔ اس کے بعد کی فصل میں مستشرقین کی جانب سے قرآن، نبی کریم ﷺ، تعدد ازواج، معراج، حجر اسود اور مستشرقین کے دیگر

Marfat.com

اعتراضات و وساوس کو بیان کر کے ان کی تردید کی گئی ہے۔ نویں فصل تصوف کے مباحث سے متعلق ہے۔ دسویں فصل مستشرقین کے افکار کے رد پر مشتمل ہے۔ گیارہویں فصل میں مغربی فکر اور مسلم علما پر بسیط مقالہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مغربی فکر سے متاثر ہونے والے مسلم مفکرین کی فکری لغزشتوں کو بیان کر کے ان کا رد پیش کیا گیا ہے۔

(۱۲)

نام کتاب : المستشرقون والقرآن الکریم نام مصنف : ڈاکٹر محمد امین حسن محمد بنی عامر

زبان : عربی مطبع : دارالامل للنشر والتوازیع، اردن

تعداد صفحات: ۵۹۶ سن اشاعت: ۲۰۰۴ء طبع: اوّل

زیرِ نظر کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے قرآن کریم پر مستشرقین کے اعتراضات اور افتراءات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے کتاب کے مقدمے میں اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن کریم کی اہمیت وضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد قرآن کے معترضین کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم دیگر ادیان سے متعلق رکھنے والے مستشرقین کی ہے جو اسلام کے کھلے دشمن ہیں اور اسے نقصان پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم ان مادہ پرست ملحدین کی ہے جو کسی بھی دین کو انسانی زندگی میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان دونوں اقسام کے علما نے قرآن مجید پر سیکڑوں اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اعتراضات نص قرآنی، وحی اور نزول وحی، شان نزول، ترتیب وتدوین، احکام، حفاظت، الغرض قرآن سے متعلق تمام مباحث پر ہیں۔

مصنف نے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب استشراق کے آغاز، تاریخ، ارتقا اور تحریک استشراق کے اہداف ومقاصد سے متعلق ہے۔ دوسرے باب میں ان شبہات کا ذکر کیا گیا ہے جو مستشرقین نے قرآنی مباحث سے متعلق کیے ہیں۔ مصنف نے ان اعتراضات کا ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسرے باب میں بعض اسلامی احکام اور واقعات کے بارے میں شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً قصۂ غرانیق، جہاد، جزیہ، حدود وتعزیرات، خواتین سے متعلق مسائل، تعدد ازواج، مرد کی قوامیت، طلاق، میراث وغیرہ۔

(۱۳)

نام کتاب : نورالاسلام وابا طیل الاستشراق نام مصنف : ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجا

زبان : عربی مطبع: دارالایمان، طرابلس، لبنان

تعداد صفحات: ۳۴۱ سن اشاعت: 1993 طبع : اوّل

زیرِ نظر کتاب کی مصنفہ ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجا، مقدمۃ الکتاب میں اس عزم کا اظہار کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان جاء الحق وزھق الباطل، ان الباطل کان زھوقا ان شاء اللہ پورا ہوگا۔ اسلام، درحقیقت نور ہے جس کا اتمام اللہ کرے گا اور مستشرقین کی اسلامی تعلیمات کو آلودہ کرنے کی ساری کوششیں ناکام

Marfat.com

ہوں گی۔ فاضل مصنفہ نے استشراق کے موضوع پر کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو نو فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں استشراق کی تعریف اور اہلِ مغرب پر عربی ثقافت کے اثرات بیان کیے ہیں۔ دوسری اور تیسری فصول میں تاریخِ استشراق اور اس کے اثرات و اہداف پر روشنی ڈالی ہے۔ چوتھی فصل اسلام کے بارے میں مستشرقین کی غلط فہمیوں اور ان کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات سے متعلق ہے۔ پانچویں فصل میں اپنے اہداف کے حصول کے لیے مستشرقین کے جدوجہد اور طریق کار کا بیان ہے۔ چھٹی فصل میں مسلمان خواتین کے بارے میں استشراقی مطالعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتویں فصل استشراق اور عربی زبان کے بارے میں ہے۔ آٹھویں فصل میں مصنفہ بیان کرتی ہیں کہ ہم اپنے قلم سے کس طرح اپنی تہذیب وثقافت کا احیا اور اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کا دفاع کر سکتے ہیں۔ نویں فصل میں مصنفہ نے وہ طریقِ کار تجویز کیا ہے جس کے ذریعے سے مستشرقین کی ناپاک جسارتوں کا دفاع کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے انفرادیت کی حامل ہے کہ مصنفہ نے اس میں چند اہم ترین ضمیمہ جات بھی شامل کیے ہیں۔ ملحق اول: المستشرقون المعاصرون کے عنوان سے گزشتہ صدی میں سامنے آنے والے تمام اہم مستشرقین کا تعارف دیا ہے۔ اس فہرست میں ایک سو تین اہم مستشرقین کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے ضمیمہ میں ''المخطرون من المستشرقین'' کے عنوان سے ان مخصوص مستشرقین کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو اپنی اسلام دشمنی اور مخفی عداوت کے باعث اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان کی تعداد اکیس ہے جن میں آربری، جیوم، بیرن، گب، گولڈزیہر، جان مائنارڈ، زویمر، عزیز عطیہ سوریال، فلپ حتی، ونسنک، کینیتھ کراج، لوئی میسینون، میکڈونلڈ، مارگولیوتھ، نکلسن، جوزف شاخت، ہنری کیمنس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ تیسرے ضمیمہ میں ''بعض الکتب الخطیرۃ'' کے عنوان سے ایسی تمام کتابوں کی فہرست دی ہے جو کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے حوالے سے خطرناک مواد پر مشتمل ہیں۔ مثلاً "The Encyclopaedia of Islam" آرنلڈ نائن بی کی ''دراسۃ فی التاریخ'' ولیم میور کی ''حیات محمدؐ''، ''الفرڈ جیوم کی ''الاسلام'' ڈونالڈسن کی ''دین الشیعۃ'' ایس ایم زویمر کی ''الاسلام'' کینٹ کریگ کی ''دعوۃ المئذنۃ'' اے جے آربری کی ''الاسلام الیوم'' گولڈزیہر کی ''تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی'' اے جے ونسنک کی ''عقیدۃ الاسلام'' لوئی میسینون کی ''الحلاج الصوفی الشہید فی الاسلام'' آرتھر جیفری کی ''مصادر تاریخ القرآن'' اور آربیل کی ''اصول الاسلام فی بیئۃ المسیحیۃ'' وغیرہ۔ (۱)

چوتھے ضمیمہ میں مستشرقین کے اہم مجلات وتصانیف کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص طور پر استشراقی مقاصد کے لیے شروع کیے گئے ہیں۔ ۱۷۸۷ء سے فرانس سے ''المجلہ ال آسیویۃ'' ۱۸۲۳ء سے لندن سے ''مجلۃ الجمعیۃ الاسیویۃ الملکیۃ'' ۱۸۴۲ء میں امریکہ سے ''الجمعیۃ الشرقیۃ الامریکیۃ'' اسی طرح موجودہ صدی میں امریکی ریاست اوہیو سے شائع ہونے والا ''مجلۃ جمعیۃ الدراسات الشرقیۃ'' اور ''مجلۃ شؤون الشرق الاوسط''

---

(۱) نور الاسلام واباطیل الاستشراق، ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجا، دار الایمان، طرابلس، لبنان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۲۰

Marfat.com

کا ذکر کیا ہے۔ مصنفہ کے نزدیک زیادہ خطرناک مجلات جو دورِ حاضر میں جاری ہیں وہ زویمر کا جاری کردہ مجلہ ''العالم الاسلامیۃ'' اور فرانس سے جاری ہونے والا مجلہ (Le Monde Musulman) ہیں۔ (۱)

(۱۴)

نام کتاب : نصوص انجلیزیہ استشراقیۃ عن الاسلام نام مصنف : ڈاکٹر ابراہیم عوض

زبان : عربی تعداد صفحات : ۲۸۶ سن اشاعت: ۲۰۰۶ء

طبع : اوّل

زیر نظر کتاب انگریزی میں شائع ہونے والی مستشرقین کی تحریروں کا جائزہ ہے۔ مصنف نے اسلام، قرآن، نبی کریم ﷺ، حدیث، عقائدِ اسلام، احکام، تاریخ وغیرہ سے متعلق مستشرقین کی تحاریر کو یکجا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف بہت مفید ہے۔ کیونکہ اس میں مصنف نے ان تحاریر کا اصل انگریزی متن بھی دیا ہے اور اس کے بعد اس کا عربی زبان میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ مستشرقین کی علمی بددیانتی اور خیانات کے برعکس مصنف نے علمی دنیا کی رواداری اور عدم تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت عمدہ انداز میں ان ابطالات کا رد کیا ہے۔ اس مجموعے میں بہت سی تحریریں شامل ہیں۔ جن میں سے کچھ کا ذکر ہم اس مضمون میں کرتے ہیں۔ پہلی تحریر "Muhammad a pioneer of environmentalism" ہے جو کہ فرانسسکا ڈی چیٹل (Fransesca De Chatel) کی ہے۔ دوسری تحریر کا عنوان (Muhammad) ہے اور یہودی انسائیکلوپیڈیا سے لی گئی ہے۔ یہ رچرڈ گوتھل نے لکھی ہے۔ تیسری تحریر کا عنوان ہے "Quranic Language and grammatical mistakes" ہے۔ ایک اور اہم تحریر "The myth of Moderate Islam" ہے جو "Vincenzo Olivetti" نے لکھی ہے۔ اسی طرح "Radical New Views of Islam and the Origins of the Quran" ہے جو "Alaxander Stille" نے لکھی ہے۔

مصنف نے ان اہم نصوص کا اصل متن درج کرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں ان کا ترجمہ بھی درج کیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

(۱۵)

نام کتاب : القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین

نام مصنف : ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی زبان : عربی

مطبع : دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، شام

تعداد صفحات: ۲۰۱ سن اشاعت : ۲۰۰۸ء طبع: اوّل

یہ کتاب جیسے کہ نام سے ظاہر ہے مستشرقین کے مطالعات قرآنی کا جائزہ ہے۔ مصنف نے قرآنی

---

(۱) ایضاً، ص ۳۲۳

Marfat.com

مطالعات میں مستشرقین کی بددیانتی، علمی خیانت، سوئے فہم اور عمداً تحریف معنوی کو بیان کر کے اس کا جامع رد پیش کیا ہے۔ یہ کتاب چار فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں مشرق ومغرب کے تعلقات کے آغاز اور مشرق سے مغرب کی دلچسپی کی تاریخ کا جائزہ لیا ہے۔ اس جائزے میں اسلام کے ساتھ اہلِ مغرب کے ثقافتی تعلقات کے آغاز، اسلام کے بارے میں مسیحی کلیسا کے موقف اور مغرب میں اسلام کے ابتدائی تعارف پر بحث کی گئی ہے۔ اس مختصر تاریخی جائزہ کے بعد مستشرقین کے قرآنی مطالعات کے آغاز اور مختلف مراحل کا ذکر ہے۔ اس میں استشراقی عمل کے آغاز، قرآن کے پہلے ترجمہ، تاریخ قرآن اور قرآن مطالعات کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے ابوعبداللہ زنجانی کی کتاب ''تاریخ القرآن'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کا پہلا ترجمہ جو کہ لاطینی زبان میں ہوا، پطرس طلیطلی، ہرمین ڈی ڈلماشی اور رابرٹ کینیٹ نے پطرس کلونی (پطرس محترم) کے کہنے پر کیا۔ یہ ترجمہ ۱۱۴۳ء میں مکمل ہوا۔ (۱)

دوسری فصل میں قرآن مجید کے نزول، وحی، کیفیت وحی، قرآن کے منزل من اللہ ہونے، جمع و تدوین، مستشرقین کے مزعومہ قرآنی نقائص، اختلافِ آیات اور ترتیب قرآنی کے بارے میں مباحث ہیں۔ مصنف نے تمام اعتراضات کو بالترتیب بیان کر کے، عقلی ونقلی دلائل سے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسری فصل تاریخ جمع وتدوین کے بارے میں ہے اور چوتھی فصل میں مصنف نے قرآنی نصوص پر مستشرقین کے طعن کا جائزہ لے کر ان کا شافی جواب دیا ہے۔

(۱۶)

نام کتاب : الرد علی المستشرق جولد تسیہر فی مطاعنہ علی القراءات القرآنیۃ

نام مصنف : ڈاکٹر محمد حسن حسن جبل زبان : عربی

مطبع : دارالنقاش للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، شام

تعداد صفحات: ۱۶۴ سن اشاعت : ۲۰۰۲ء طبع : دوم

زیر نظر کتاب جرمن مستشرق گولڈ زیہر کی کتاب ''مذاہب التفسیر الاسلامی'' میں بیان کردہ ہفوات کے جائزے اور اس کے رد پر مشتمل ہے۔ گولڈ زیہر نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن مکمل نہیں ہے اور اس میں بہت سارے تضادات بھی موجود ہیں۔ اس نے موضوع اور ضعیف احادیث اور من گھڑت روایات کا سہارا لے کر معاذ اللہ قرآن کو ناقص کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے اس کی ان کوششوں اور پیش کردہ دعووں کا دقت نظر سے جائزہ لیا ہے اور ان کا رد پیش کیا ہے۔ گولڈ زیہر نے قرات قرآنیہ میں اختلاف، مصاحف میں کتابت کے فرق، احادیث کے ذریعے نصوص میں تبدیلی کے دعوے کیے ہیں۔ مصنف نے ایسے تمام دعووں اور مقامات کی تفصیل بیان کر کے مزعومہ دعووں کو باطل ثابت کیا ہے۔

---

(۱) القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین، ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی، دارالنقاش، دمشق، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷۔

Marfat.com

(۱۷)

نام کتاب : ردود علیٰ شبہات المستشرقین نام مصنف : یحییٰ مراد

زبان : عربی تعداد صفحات: ۸۶۱

زیرِ نظر کتاب استشراق کے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ مصنف نے استشراق کے موضوع پر تمام مباحث کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں باب اوّل کے ذیل میں اسلامی ممالک میں مستشرقین کی دلچسپی اور اس کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد پانچ فصول میں بالترتیب استشراق کے مفہوم، تحریک استشراق کے آغاز وارتقا، مسیحی تبلیغی وفود اور استعماری قوتوں کے ساتھ مستشرقین کے تعلق اور استشراقی فلسفے پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں استشراقی مفکرین کے منتخب مباحث کا ذکر ہے۔ اس میں قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کے موقف، سنت نبوی ﷺ، سیرت رسول، نبوتِ محمدی، فقہ وشریعت، تاریخ اسلامی، اسلام کے سیاسی نظام، اجتماعی نظام، معیشت، اندلس کی اسلامی تہذیب کے بارے میں ان کی سوئے فہم پر مبنی آرا کا جائزہ لینے کے بعد ان کا رد کیا ہے۔

(۱۸)

نام کتاب : السیرۃ النبویۃ واوہام المستشرقین نام مصنف : عبدالمتعال محمد الجبری

زبان : عربی مطبع : مکتبہ وھبہ، عابدین، قاہرہ تعداد صفحات: ۱۷۷

مستشرقین کی طرف سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر طعن اور اس میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششوں کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ فاضل مصنف نے ایسی تمام کتب جن میں سیرت رسول ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کا جائزہ لے کر باطل دعووں کا کامل رد پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں جو اہم مباحث بیان کیے گئے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں۔ مستشرقین نے نبی کریم ﷺ کی نبوت، وحی، قرآن کے الہامی کتاب ہونے کا انکار کیا ہے اور اس سلسلے میں مختلف دلائل پیش کیے ہیں۔ مستشرقین نے قرآن کے منزل من اللہ ہونے، اس کے اعجاز علمی وفنی اور اس کے بیانات واحکام میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔ مصنف نے ان تمام شبہات کا شافی جواب پیش کیا ہے۔

خاتمۃ البحث

مستشرقین صدیوں سے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں اپنی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ ان کی تعداد بلا مبالغہ سیکڑوں میں ہے۔ ان کا تعلق کسی ایک ملک یا علاقے سے نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کے مختلف ممالک اور خطوں میں مصروف عمل ہیں۔ آپس میں کسی رابطے اور تعلق کے بغیر اپنے بنیادی مقصد میں سب یکساں ہیں جو کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پھیلانا ہے لیکن جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، اسی طرح ان مستشرقین کو ایک ہی درجے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ ان میں کچھ بہت زیادہ

Marfat.com

متعصب اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں ان کا مقصد صرف اسلام کو بدنام کرنا ہوتا ہے اور کچھ تھوڑے بہت انصاف پسند بھی ہوتے ہیں لیکن ہمیں اس بات سے حیرت ہوتی ہے کہ بالعموم ان مستشرقین کا رویہ بھی انھی چیزوں کے بارے میں غیر جانب دارانہ ہوتا ہے جو اسلامی عقائد سے ہٹ کر ہوں۔ جب معاملہ اسلامی عقائد ونظریات کا آتا ہے تو یہ لوگ بھی بعض اوقات اپنے متعصب محققین کی تحریروں سے استفادہ کرنے لگتے ہیں اور حقیقت کی تلاش میں زیادہ جستجو نہیں کرتے۔ اس لیے ہمیں ان کی تصانیف کے مواد پر بھی من وعن یقین نہیں کر لینا چاہیے۔ تحقیق وتفتیش، دراصل مسلمانوں ہی کا ورثہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اہم اصول دیا ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق کے نہ مانی جائے۔ چاہے اس کا بیان کرنے والا کتنا ہی معتبر کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فتبينوا ان تصيبوا قومًا بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين (الحجرات ۴۹:۶)

”اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق خبر لے آئے تو تم اس کی اچھی طرح سے تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے اس عمل پر نادم ہو۔“

مستشرقین کا یہ طبقہ ان متعصب یہودی اور عیسائی محققین پر مشتمل ہے جن کا بنیادی مقصد صرف اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ ان میں سے کچھ خود مغربی مفکرین کے لٹریچر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے باعث اسلام کے خلاف کمر بستہ ہوتے ہیں اور کچھ کو یہود ونصاریٰ خصوصی طور پر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی زندگی مسلمانوں کے خلاف اور اپنے عقائد ونظریات کے فروغ کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے مشرق سے بھی مفید چیزیں اخذ کی ہیں۔ علمی دیانت کے برخلاف ان کے ماخذ و مصادر کو پوشیدہ رکھ کے اسے مغرب سے منسوب کیا ہے۔ اسی طرح اسلام کے خلاف اس طرح کی باتیں پھیلائی ہیں کہ عام سطحی ذہانت کا آدمی بھی معمولی کوشش سے ان میں سے مستشرقین کی بددیانتی کو ظاہر کر سکتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے اپنی تحریروں سے اسلام کو اس حد تک بدنام کر رکھا تھا کہ ان کے عوام نے ساری ہفوات کو من وعن قبول کر لیا۔ اہلِ مغرب نے عرب مسلمانوں سے جو کچھ حاصل کیا اسے اپنے نام سے پیش کرتے رہے۔ مسلمان سائنس دانوں کے ناموں کو بگاڑ کر ان کے مغربی ہونے کا تاثر دیا گیا۔ آج مغرب میں کوئی نہیں جانتا کہ جن اہلِ علم کی تحقیقات سے مغرب صدیوں تک استفادہ کرتا رہا وہ یا تو خود مسلمان تھے یا ان کو مسلمانوں سے اخذ کیا گیا تھا۔

ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ استشراق کا مفہوم صرف مشرقی علوم ومعارف کا مطالعہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پس پشت مسلمانوں کے ساتھ چودہ سو سال کی دشمنی کی تاریخ ہے جسے یہود ونصاریٰ ہرگز نہیں بھولے ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد میں یہی مقاصد کارفرما ہیں۔ چاہے ان کو بظاہر علم وتحقیق کا لبادہ اوڑھا لیا جائے۔

مستشرقین کا بنیادی مقصد اسلامی علوم میں تحقیق نہیں ہے بلکہ اس سے اصل مقصود دین کے بنیادی ماخذ نبی کریم ﷺ کی ذات کو معاذ اللہ دھندلانا، ان کی نبوت کو مشکوک کرنا، صحابہ کرام کی توہین، قرآن مجید کو انسانی

Marfat.com

کاوشوں کا شاہکار ثابت کرنا، اسلام کے چہرے کو داغ دار کرنا اور اسلامی احکام ومعارف پر شکوک وشبہات کی دھند ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو واضح طور پر ہدایت دے دی ہے کہ یہود ونصاریٰ ہرگز تمھارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سورہ بقرہ ۲:۱۲۰ میں فرمادیا کہ تم سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے یہود ونصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ اسی طرح سورۂ آل عمران میں فرمایا کہ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمھیں خرابی پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے۔ وہ تو وہ چیز پسند کرتے ہیں جو تمھیں ضرر دے۔ پھر سورۂ ممتحنہ میں مسلمانوں پر زیادتی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں کو دوست بنانے سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا یا تمھارے نکالنے میں مدد دی اور جو انھیں دوست بناتے ہیں تو وہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں سے بچنے اور ان کا شافی وکافی جواب دینے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اہلِ علم ان کی کتب کا مطالعہ کریں۔ ان کے مقاصد کو سمجھیں اور اس کے بعد ہر میسر ذریعے سے ان کا جواب دیں۔ اس مقالے میں جن کتب کا تعارف کرایا گیا ہے وہ اس سلسلے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

Marfat.com

مترجم ایک نظر میں

نام : محمد نورالحسن خان

والد کا نام : کرم حسین خان

تاریخ پیدائش : ۱۱۔۱۰۔۱۹۸۲

جاے پیدائش : مقام ترکولیا، پوسٹ نرائن پور، ضلع بلرام پور، یو پی، انڈیا، پن کوڈ ۲۷۱۲۰۶

ابتدائی تعلیم : دارالعلوم عثمانیہ افضل المدارس ملدہ، ضلع بلرام پور، یو پی، انڈیا

اسناد : عالمیت فضیلت جامعہ اشرفیہ مبارک پور

منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل دینیات، فاضل ادب (الہ آباد بورڈ) اتر پردیش

ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل، معلم (جامعہ اردو علی گڈھ)

انٹرمیڈیٹ اتر پردیش حکومت انڈیا

بی اے ازہر یونی ورسٹی قاہرہ مصر

ایم اے قاہرہ یونی ورسٹی قاہرہ مصر

تعلیمی نسبتیں : نعیمی، ازہری

تصانیف : (۱) فقہ اسلامی پر مستشرقین کے شبہات کا اِزالہ

(۲) احادیثِ نبویہ پر اِستشراقی تحقیقات کا تاریخی وتنقیدی جائزہ

(۳) تقابل ادیان (تمام غیر مطبوع)

عربی ترجمہ : (۱) الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی (۲) مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء

(۳) نقاء السلافۃ فی أحکام البیعۃ والخلافۃ (مؤلف: الامام احمد رضا خان القادری)

(۴) الاسلام والھندوسیۃ فی شبہ القارۃ الھندیۃ

(مؤلف: علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی)

Marfat.com

(۵) نور العین فی تقبیل الابھامین (مطبوع)

(۶) بہجۃ المحافل واجمل الوسائل
للعلامہ ابراھیم اللقانی (تحقیق وتخریج)

(۷) کشف الحجاب عما تورطت فیہ الاحزاب
(مؤلف: علامہ عبدالستار ہمدانی)

(۸) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد
للعلامۃ جلال الدین السیوطی (تحقیق وتخریج)

عربی ابحاث : (۱) موقف علماء الھند من القادیانیۃ
(۲) موقف الشیخ رحمت اللہ الھندی من النصاری
(۳) المنھج التجریبی عند الأطباء المسلمین
(۴) الامامیۃ فی ضوء أقوالھم ومعتقداتھم
(۵) الامام الغزالی وأفکارہ الخلقیۃ
(۶) کشف أسرار الباطنیۃ وأخبار القرامطۃ
للشیخ محمد بن مالک الیمانی (عرض)
(۷) الملۃ الفاضلۃ للفارابی (عرض)
(۸) المنھج النقدی عند الأطباء المسلمین
(۹) القیاس بین المنطق وأصول الفقہ

اردو ترجمہ : استشراق اور مستشرقین؛ایک تاریخی وتنقیدی مطالعہ

تقدیم وتخریج : الطیب الوجیز فی أمتعۃ الورق والابریز
الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی

برقی رابطہ : m_noorulhasan@yahoo.com

● ● ●

Marfat.com